

## Respected Urdu Lover,

### Greetings and Welcome,

Our mission is to upload 1,001 Free Urdu Novels by 2010. You can help us by

- (1) Composing some pages of the upcoming Novels
- (2) Emailing this Novel to your 50 friends.

For more details please visit now: [www.1001Fun.com](http://www.1001Fun.com)

:: Our Special Thanks to ::

[www.OneUrdu.com](http://www.OneUrdu.com)

[www.PakStudy.com](http://www.PakStudy.com)

[www.UrduArticles.com](http://www.UrduArticles.com)

[www.UrduCL.com](http://www.UrduCL.com)

[www.NayabSoftware.com](http://www.NayabSoftware.com)

## اردو پسندوں کو آداب اور خوش آمدید

ہمارا مشن دو ہزار دس (2010) تک ایک ہزار ایک (1,001) مفت اردو ناول آن لائن کرنے کا ہے۔ آپ اردو سے محبت کے اس مقدس مشن میں ہمارے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔  
﴿1﴾ آئندہ ناول کے چند صفحات کی کمپوزنگ کر کے ﴿2﴾ یہ ناول اپنے پچاس (50) دوستوں کو ای میل کر کے۔ ﴿2﴾ مزید تفصیلات کے لیے ابھی وزٹ کیجیے۔

[www.1001Fun.com](http://www.1001Fun.com)

تاریخ آغاز: 06 05 2008

by:theproactivesproduction.

# خون کے پیاسے

از

ابن صفی

سورج غروب ہو رہا تھا اور سڑک سنسان پڑی تھی۔ دفعتاً اگلی اگلی کار سے ایک فائر ہوا اور گولی عمران کی ٹوسیٹر کے چھت سے رگڑا کھاتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی۔

عمران نے کار نہیں روکی بلکہ رفتار اور تیز کر دی۔ اس کی کار اگلی کاروں کی طرف تیر کی طرح جا رہی تھی۔ ان لوگوں کی کار رفتار بھی تیز ہو گئی شاید وہ لوگ عمران کے اس غیر متوقع رویے پر گھبرا گئے تھے۔ جب عمران نے دیکھا کہ وہ کم از کم روالور کی رینج سے باہر ہو گیا ہے اس نے یلخت اپنی کار کے ورے بریک لگا دیئے اور مشین بند کر کے بائیں جانب ڈھلان میں چھلانگ لگا دی۔ بیک وقت کئی فائر ہوئے لیکن اب عمران کو یقین تھا کہ کوئی مشکل ہی سے اس پر قابو پاسکے گا۔

وہ جنگل میں گھستا چلا گیا لیکن یہاں وہ بھولا نہیں تھا اگر جنگل گھنا ہوتا تو شاید اسے بچاؤ کے لیے اتنا تشدد کرنا پڑتا۔ اکثر مقامات پر جھاڑیاں تھیں مگر ان میں گھسنا دیدہ و دانستہ موت کو دعوت دینا تھا، وہ وہیں بیٹھا رہا۔

پھراٹھا اور بائیں جانب مڑ گیا۔ اندازے کے مطابق وہ اس جگہ رکا جہاں سے وہ سڑک اس حصے تک پہنچ سکتا جہاں پر ٹرک کھڑا کیا گیا تھا۔ دفعتاً اس نے اپنے جوتے اتار کر کوٹ کی جیبوں میں ٹھونسے اور ایک اونچے درخت پر چڑھنے لگا ایسا معلوم ہو رہا تھا وہ بچپن ہی سے درختوں پر چڑھتا رہا ہو، گنجان شاخوں کے درمیان پہنچ کر اس نے پتیاں ہٹائیں اور سڑک کی طرف دیکھنے لگا،

## ناول کا آغاز

عمران نے اپنی کار آگے نکالنا چاہی لیکن آگے جانے والی دونوں کاروں نے راستہ نہ دیا ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اگلی دونوں کاروں میں دوڑ ہو رہی ہو۔ سڑک زیادہ کشادہ نہیں تھی اتنی کہ کوئی تیسری کار آگے نہیں نکل سکتی تھی۔ عمران نے سوچا کیوں نہ انہیں ہی نکل جانے دیا جائے۔ اس نے اپنی کار کی رفتار کم کر دی اسی وقت اسے اپنی پشت پر اس طرح کی آاز سنائی دی جیسے کوئی بڑے ٹرک اکا انجن شور مچا رہا ہو۔ اس نے عقب نما آئینے کی طرف دیکھا۔ حقیقتاً وہ ایک ٹرک ہی تھا جس نے آڑا ہو کر سڑک کی پوری چوڑائی گھیر لی تھی۔ اگے جانے والی کاروں کی رفتار بھی کم ہو گئی تھی۔

دفعتاً عمران کو خطرے کا احساس ہوا گویا اسے دو اطراف سے گیراجا رہا ہے۔ مڑ کر واپس ہونا ناممکن تھا کیونکہ تھوڑے ہی فاصلے پر اس ٹرک نے سڑک بند کر دی تھی۔ اور آگے جانے والی کاریں تو قریب قریب اب رک ہی رہی تھیں۔

یہ جگہ بھی ایسے کاموں کے لیے بڑی مناسب تھی کیونکہ سڑک کے دونوں جانب ناہموار زمین تھی اور ڈھلان ہی کے اختتام سے جنگلوں کے سلسلے دور تک پھیلے چلے گئے تھے۔ عمران بالکل نہتا تھا ویسے بھی وہ ہر وقت مسلح رہنے کا عادی نہیں تھا۔

وہ آدمی ایک کار کی کھڑکی پر بایاں بازو ٹکائے جھکا کھڑا تھا دہنے ہاتھ میں سگریٹ سلگ رہا تھا۔ جیسے ہی عمران نے سر اباھر وہ چونک کر اس کی طرف مڑا شاید یہ خطرے کی غیر شعوری احساس کی بناء پر ہوا ہو مگر عمران کا ہاتھ تو چل ہی چکا تھا۔ پتھر اس کی کپٹی پر بیٹھا اور قبل اس کے کہ وہ سنبھل سکتا۔ عمران اس پر سوار تھا اس کے منہ سے آواز بھی نہ نکل سکی۔ کپٹی کی چوٹ نے اس کا دماغ ماؤف کر دیا تھا زرا ہی دیر بعد وہ بیہوش ہو گیا۔

عمران نے جلدی جلدی اس کی تلاشی لے کر ایک ریوالور اور

تقریباً تیس کارتوس برا مد کر لیے۔ ریوالور میں پورے راؤنڈ موجود تھے۔ عمران نے اپنی ٹائی کھولی اور اس کے دونوں ہاتھ پشت پر دیئے اسے یقین تھا کہ وہ کافی دیر تک ہوش میں نہیں آسکے گا۔ وہ اس وقت بالکل مشین کی طرح حرکت کر رہا تھا۔ اس نے اپنی ٹوسیٹر کی ڈگی کھلی اور اس آدمی کو اس میں ٹھونسے لگا پھر ڈگی کو کسی تدبیر سے اتنا کھلا رہنے دیا کہ وہ دم گھٹنے سے مرنے لگا۔ اب وہ پھر دونوں کاروں کی رطف متوجہ ہوا۔

بیہوش قیدی کا ریوالور اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے دو فائر کیئے اور دونوں کاروں کا ایک ایک پہیہ بیکار کر دیا اگلے ہی لمحے اس کی ٹوسیٹر چکنی سڑک پر تیرتی چلی گئی۔

دھندلا پھیل چکا تھا۔ فضاء آہستہ آہستہ پرسکون ہوتی جا رہی تھی۔ ٹوسیٹر فراتے بھر رہی تھی۔ اس کی رفتار بہت تیز تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے لینڈس کسٹم پوسٹ کے سامنے کاررو کی اور اتر کر ڈگی کو پورا بند کرتا ہوا عمارت کی رطف چلا گیا۔ یہاں اس نے فون پر اپنے

ٹرک اب نہیں تھا۔ البتہ وہ دو کاریں اس کی ٹوسیٹر کے قریب موجود تھیں اور ایک آدمی وہاں کھڑا شاید ان کی نگرانی کر رہا تھا۔

پھر وہ کچھ اور بلندی پر پہنچ کر چاروں طرف نظریں دڑانے لگا۔ کافی فاصلے پر وہ لوگ دکھائی دیئے۔ تعداد میں پانچ تھے اور کچھ دیر پہلے تک یہ عمران کی خوش فہمی تھی کہ ان کے پاس رائفلیں نہ ہوں گی۔ اپنی ٹوسیٹر سے اترتے وقت وہ بال بال بچا تھا کیونکہ ان کے پاس رائفلیں بھی تھیں اور صاف نظر آ رہی تھیں۔

عمران انہیں دیکھتا رہا۔ پتہ نہیں کیوں وہ پانچوں اکٹھے ہی رہنا چاہتے تھے اگر چاہتے تو ادھر ادھر منتشر ہو کر بھی اسے تلاش کر سکتے تھے مگر شاید وہ بھی عمران سے خائف تھے۔ پتہ نہیں کب اور کس وقت وہ ان میں سے کسی کو تنہا پا کر وار کر بیٹھے۔

عمران نے پھر سڑک کی رطف دیکھا وہ آدمی بھی کار کے پاس موجود تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ بقیہ لوگ کتنی دیر میں سڑک تک پہنچ سکتے ہیں۔ وہ انہیں دیکھتا رہا اور پھر بڑی تیزی سے نیچے اترا جوتے پہنے اور سڑک کی طرف دوڑ لگا دی مگر اب اس کا رخ کار کی طرف تھا، چڑھائی کے قریب پہنچ کر رک گیا پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ چڑھائی پر جا رہا تھا مگر آدمیوں کی طرح نہیں بلکہ کسی چھپکلی کی طرح زمین سے چپکا ہوا۔

جب سڑک کی سطح اس کے سر سے تقریباً دو فٹ اونچی رہ گئی تو اس نے بڑا سا پتھر اٹھایا اور بڑی احتیاط سے آہستہ آہستہ اوپر کی رطف کھسکنے لگا۔

اس وقت نہیں؟

ایکسٹو کے لیے میں اپنی بے عزتی برداشت نہیں کر سکتا۔ جعفری غرایا۔

اس وقت میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ بات نہ بڑھانا تنویر نے لجاجت سے کہا۔

جعفری خاموش ہی رہ گیا۔

وہ عمران کا دشمن تھا اور اس دشمنی کی بنیاد تھیریا والے کیس کے دوران پڑی تھی۔

پھر کسی موقع پ سمجھ لینا تنویر نے کہا۔

استغفی دینے کے بعد جعفری غرایا۔ ورنہ عمران کے خلاف میری کوئی بھی کروائی ایکسٹو

کو نگوار گزرے گی۔

تنویر کچھ نہ بولا۔ تھڑی ہی دیر بعد انہیں عمر انکی ٹوسیٹر دکھائی دی اور دونوں موٹر سائیکلیں

ایک دوسرے کے قریب آ گئیں۔ عمران ہارن پر ہارن دیتا رہا مگر وہ اپنے راستے سے نہ ہٹیں۔

عمران نے بریک لگائے اور تنویر نے موٹر سائیکل آگے بڑھا کر پائیدان پر پیر رکھ دیا۔

کیا مطلب؟ عمران غصیلی آواز میں بولا۔

میرے ہاتھ میں ریوالور ہے اور اس کا رخ تمہاری کھوپڑی کی طرف ہے۔ تنویر نے

جواب دیا۔

وہ تو ہمیشہ ہی رہتا ہے۔ عمران نے بے پروائی سے کہا۔ مگر اس وقت کس خوشی میں؟

ناشاد۔۔ اس نے اونچی آواز میں کہا۔ زرا میری گاڑی کو سنبھالنا۔

ماتحت تنویر کے نمبر ڈائیل کیئے۔ دوسری طرف سے فوراً ہی جواب ملا۔

تنویر عمران اپنی کار کی ڈی مین ایک بے ہوش آدمی کو لارہا ہے تم اس سے اس آدمی کو چھین لیاں۔

بہت بہتر جناب تنویر کی آواز آئی۔ وہ اس وقت کہاں ہے؟

لینڈس کسٹمر کی آؤٹ پوسٹ سے گزر چکا ہے۔

بہتر جانب میں دو آدمیوں کے ساتھ چیک کروں گا

جلدی کرو۔ عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

تنویر نے کیپٹن جعفری اور سارہنٹ ناشاد کو فون کیا اور انہیں برٹرام روڈ کے چوراہے تک پہنچنے کا کہہ رک باہر نکل گیا۔ گیراج سے اپنی موٹر سائیکل نکالی اور گیراج کا دروازہ کھلا ہی چھوڑ کر روانہ ہو گیا۔

برٹرام روڈ کے چوراہے پر کیپٹن جعفری اور ناشاد موجود ملے۔ وہ دونوں ایک ہی موٹر سائیکل پوسوار تھے۔ پھر دونوں موٹر سائیکلیں برٹرام روڈ پر دوڑنے لگیں۔

خیال رکھنا، تنویر نے چیخ کر کہا۔ وہ اپنی ٹوسیٹر پر ہوگا اس کی گاڑی کو تم لوگ پہچانتے ہو۔ اچھی طرح جعفری نے جواب دیا۔

مگر اس وقت کسی قسم کا جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تنویر نے کہا۔

میں نے جان سے مردوں گا۔ خواہ مجھے اس کے لیے استغفی ہی کیوں نہ دینا پڑے۔

آ جاتا ہے ورنہ تمہاری لاش بھی کسی کو دستیاب نہ ہو سکتی۔

ارے جاؤ۔۔۔ جب جی چاہے تم سب سامنے آ جاؤ۔۔۔ وہ تو وہ لڑکی جولیا مجھے کچھ ویسی سی لگتی ہے، یعنی کہ۔۔۔ کیا کہتے ہیں زرا۔۔۔ ہیں۔ اچھی لگتی ہے ورنہ اب تک میں نے تم سب کی تجہیز و تکفین کر دی ہوتی۔۔۔

چلو میری جان اس وقت تم جولیا سے بھی مل سکو گے۔

یہ بات ہے۔ عمران خوش ہو کر بولا۔ چلو میں جولیا واٹر کی قبر کے اندر بھی گھس سکتا ہوں۔ کار چل پڑی ریوا لور کی نال اب بھی عمران کی کمر سے لگی ہوئی تھی۔

یہ آدمی کون ہے؟ تنویر نے کچھ دیر بعد پوچھا۔  
کوں آدمی

وہی جو تمہاری گاڑی کی ڈگی میں ہے؟

یا تم لوگ۔۔۔ سمجھ میں نہیں آتا کس قسم کے آدمی ہو؟

ہم لوگ ہر قسم کے آدمی ہیں۔ تم میری بات کا جواب دو۔ میری گاڑی کی ڈگی میں چار تربو، تین مرتبان، جن میں مختلف قسم کے اچار ہیں پائے جاسکتے ہیں۔

دوست عمران۔۔۔ جس دن بھی۔۔۔

بس بس۔۔۔ عمران برا سامنہ بنا کر بولا۔ اگر تم لوگ مجھے مار بھی دو تب بھی میں شادی نہیں کروں گا۔

ا خربات کیا ہے؟ عمران نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

کچھ نہیں تنویر اپنی موٹر سائیکل سے اترتا ہوا بولا۔ میں تمہارے ساتھ شہر جانا چاہتا ہوں۔ وہ عمران کے برابر بیٹھ گیا دروازہ بند ہو چکا تھا اور ریوا لور کی نال عمران کی کمر سے لگی ہوئی تھی۔ چلو۔ تنویر نے ریوا لور کی نال پر زور دیتے ہوئے کہا۔

نہیں جاؤں گا۔ تم مارو گولی۔ سنو پیارے۔۔۔ تنویر آہستہ سے بولا میرے ساتھ کیپٹن جعفری بھی ہے میں نے اسے بڑی مشکل سے روکا ہے۔ اگر اس نے انتقام لینا چاہا تو پھر ہمیں بھی مجبور اس جاسا تھا دینا پڑے گا۔

میں سمجھ گیا۔ عمران تلخ لہجے میں بولا۔ مگر میں تم لوگوں کو اتنا بزدل نہیں سمجھتا تھا۔ اسے بھو جاؤ کہ جعفری یا تم سب میرا کچھ بگاڑ سکو گے۔

میں فی الحال اس مسئلے پر گفتگو نہیں کرنا چاہتا تنویر بولا۔ بس تم چپ چاپ کار آگے بڑھاؤ۔۔۔ ورنہ۔۔۔

ورنہ کیا ہوگا؟

ورنہ یہ ہوگا کہ میں ابھی اور اسی وقت تمہیں پولیس کے حوالے کر دوں گا کیونکہ تمہاری گاڑی کی ڈگی میں ایک بیہوش آدمی موجود ہے۔۔۔

کیا؟ عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔ تمہیں کسے پتہ؟

ایکسٹو کے زرائع لا محدود ہیں۔ تنویر بولا۔ بس اب چلو پتہ نہیں کیوں ایکسٹو کو تم پر رحم

ایکسٹو اسپیکنگ۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔  
لیس سر۔

کیا رہا۔ وہ آدمی کون ہے؟

وہ گونگا بہرہ بن گیا ہے جناب۔

اوہ تم میں سے کسی کو بھی اتنا سلیقہ نہیں کہ اسے بولنے پر مجبور کر سکے۔

میرا خیال ہے کہ صرف زنج کرنا باقی رہ گیا ہے جولیا نے کہا۔

وہ عمران پر حملہ کرنے والے چند نامعلوم آدمیوں میں سے ہے۔ یہ حملہ آج شام راج گڑھ کے قریب ہوا تھا۔

لیکن اس کا ہم لوگوں سے کای تعلق؟

جولیا۔

لیس سر۔

میں غیر ضروری بکو اس پسند نہیں کرتا۔

میں معافی چاہتی ہوں جناب جولیا کانپ گئی۔ ایکسٹو کی غصیلی

اواز اے جانکنی میں مبتلا کر دیتی تھی۔ وہ تو خیر عورت تھی۔ کیپٹن جعفری جیسے بڑی

مونچھوں والے بھی اپنی خشک ہوتے ہوئے حلق کے بل بولنے لگتے تھے۔ ایکسٹو کی ہیبت کچھ

اس طرح اس کے ماتخوں پر بیٹھی ہوئی تھی۔

تنویر خاموش ہو گیا۔ کچھ دیر بعد کارتنویر کے مکان پر پہنچی وہ اسے سیدھا گیراج میں لے آیا۔ چلو تم بھی نیچے آؤ۔ تنویر نے اس کے پہلو میں ریوالور ٹھونکتے ہوئے کہا۔

اب تم جب تک مقصد نہ باتو گے یہ ممکن نہ ہو سکے گا۔ عمران نے جواب دیا۔

تم جانتے ہو کہ سیکرٹ سروس والوں کی مہیا کی ہوئی لاشوں کا پوسٹ مارٹم نہیں کیا جاسکتا۔ میں نہیں جانتا لیکن تم سے کون مجھے یہ بات باور کرانے کی کوشش کرے گا؟

اتر آؤ نیچے بات نہ بڑھاؤ تنویر نے درشت لہجے میں کہا۔

عمران چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر نیچے اتر آیا وہ جواب طلب نظروں سے تنویر کی طرف دیکھ رہا تھا۔

اب گھر جاؤ۔ تنویر نے مسکرا کر کہا۔ کچھ دیر بعد تمہیں گاڑی پہنچادی جائے گی۔

یہ ناممکن ہے میں تم لوگوں کے خلاف رپورٹ درج کرا دوں گا۔

تم جانتے ہو کہ یہ قطعاً یعنی ہوگا۔۔۔

اچھا۔۔۔ عمران بے بسی سے سر ہلا کر بولا۔ میں دیکھ لوں گا۔۔۔ ویسے تم اسے لکھ لو کہ تم

سے ایک احمقانہ فیل سرزد ہو رہا ہے۔ اور تم اس کے لیے بھگتو گے۔ وہ آدمی جوڈگی میں ہے تم لوگوں کے لیے ڈائناوائٹ ثابت ہوگا۔

پھر وہ بڑے پرترددانہ انداز میں چلتا ہوا گیراج سے نکل گیا۔

جولیا باہر سے آکر کوٹ اتار رہی تھی کہ فون کی گھنٹی بجی اس نے فون اٹھالیا۔



نہیں۔

بہت بہتر ایسا ہی ہوگا

اس کا خیال رہے کہ عمران کے یہ دشمن تھریسی کے آدمی بھی ہو سکتے ہیں۔

اوہ۔۔ یقیناً وہی ہوں گے جناب جو لیا نے طویل سانس لے کر کہا۔

پھر کم از کم تم اور جعفری بھی محفوظ نہیں ہو کیونکہ وہ تم دونوں کو اچھی طرح پہچانتی ہے ہاں جعفری سے کہو کہ اپنی مونچھیں صاف کرادے ورنہ یا تو میں اسے پھر ملٹرہ میں جھونک دوں گا یا اسے استغفی ہی دینا پڑے گا۔

بہت بہتر جناب مگر اسے اپنی مونچھیں بہت عزیز ہیں۔

اس سے زیادہ مجھے محکمے کا وقار عزیز ہے مونچھیں مردانگی کا نشان ضرور ہیں مگر جب عورتیں انہیں پکڑ کر جھولنے لگیں تو۔۔۔

جولیا ہنسنے لگی پھر اس نے کہا۔ عمران نے خاصی مرمت کی تھی۔

میں عمران کی جگہ ہوتا تو اتنی مرمت پر ہی اکتفا نہ کرتا۔ اچھا بس۔ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

جولیا ریسیور رکھ کر قریب کی کرسی پر بیٹھ گئی۔ وہ اس وقت ایکس ٹو سے زیادہ عمران کے متعلق سوچ رہی تھی، ایکسٹو کے بیان کے مطابق حملہ آور کئی تھے گویا عمران نہ صرف ان سے ٹکرایا تھا بلکہ ایک آدمی کو پکڑ بھی لایا تھا

وہ تم سب سے بہتر ہے۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔ اس لیے میں اسے ہاتھ سے جانے نہیں دیتا کیا تمہیں تھریسیا والا کیس یاد ہے؟

یاد ہے جناب۔

کیا وہ ہر معاملے میں تم سے برتر نہیں ہے؟

برتر ہے جناب۔

پھر کیا وہ تمہارا محسن نہیں ہے کئی بار وہ تمہیں موت کے منہ سے نکال لایا ہے۔ مجھے اعتراف ہے۔

تو پھر تمہیں اس کی حفاظت کرنی چاہیے۔ چند نامعلوم آدمی اس کے دشمن ہیں وہ خطرے میں ہے۔

جیسا آپ فرمائیں کیا جائے۔

فی الحال اس آدمی کو دانش منزل میں قید کر دو اور کوشش کرو کہ وہ سب اگل دے۔

بہت بہتر وہ فی الحال تنویر ہی کے چارج میں ہے میں اسے آپ کے حکم سے مطلع کیے دیتی ہوں۔

کم از کم چار آدمیوں سے عمران کے فلیٹ کی مسلسل نگرانی کرواؤ۔ جب وہ باہر نکلے تو دو آدمی اس کے ساتھ ہوں مگر اس طرح کہ عمران اسے پہچان نہ سکے۔

اے آپ اس پر ظاہر نہیں کرنا چاہتے کہ آپ اس کی مدد کر رہے ہیں؟



پچھلے دنوں سے زیادہ شدید تھی۔ جلدی میں اسے دستانے بھی نہیں یاد رہے تھے لہذا اس وقت ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے ٹھٹھرتے ہوئے ہاتھ اسٹئیرنگ پر جم کر رہ جائیں گے۔

تنویر کے چھوٹے سے بنگلے کے مختصر کمپاؤنڈ میں اس کی کار داخل ہوئی۔ عمارت کی سای کھڑکیاں روشن نظر آ رہی تھیں لیکن چاروں طرف

سناٹا تھا۔ سیکرٹ سروس کے آٹھوں ممبر اپنی قیام گاہ پر تنہا ہی رہتے تھے کسی کے پاس نوکر نہیں تھے۔ ایکسٹو کا یہی حکم تھا کہ وہ تنہا رہیں انہیں بڑی بڑی تنخواہیں ملتی تھیں لیکن سارے کام خود ہی کرنے پڑتے تھے۔

جولیا ابھی اکر سے نہیں اتری تھی کہ موٹر سائیکلوں سے کمپاؤنڈ جھنجھنا اٹھا۔ چار دی بیک وقت موٹر سائیکلوں پر آئے تھے جولیا نے ہاتھ اٹھا کر انہیں رکنے کو کہا۔ کیپٹن خاور آگے بڑھا۔  
 ٹھہرو۔ جولیا آہستہ آواز میں بولی۔ یہ معاملات شاید تھریسیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ مجھے اور جعفری کو اچھی طرح پہچانتی ہے لہذا کم از کم بقیہ آدمیوں کو اس کے سامنے نہ آنا چاہیے۔  
 کیا تم لوگوں کی نقابیں موجود ہیں۔

وہ تو ہر وقت ساتھ رہتی ہیں خاور دوسروں کی طرف مڑ کر بولا کیوں؟  
 جولیا انہیں فون کا واقعہ بتاتی ہوئی بولی۔ ہو سکتا ہے اس عمارت میں ہمارے لیے کوئی جال پھیلا یا گیا ہو۔ ممکن ہے وہ لوگ عمارت کے مختلف گوشوں میں چھپ گئے ہوں۔  
 ہو سکتا ہے۔

جولیا اکثر عمران اور اس کی صلاحیتوں کے متعلق سوچا کرتی تھی۔ بڑی عجیب بات تھی اس کی شکل دیکھ کر غصہ آتا تھا اور حرکتیں یاد کر کے پیار آتا تھا۔ وہ فیصلہ نہیں کر پاتی تھی کہ اس پسند کرے یا اس سے نفرت کرے۔ ایسے کئی مواقع اس کے سامنے تھے۔ جب عمران نے انتہائی نازک اوقات میں اس کی مدد کی تھی۔ مگر پھر کچھ ایسی حرکتیں بھی کی تھیں کہ جولیا کی طبیعت اس سے متنفر ہو گئی تھی۔ عورتوں کے معاملے میں وہ بالکل جنگلی تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ عورتوں سے کس طرح پیش آنا چاہیے۔ شاید اسے سکھایا ہی نہیں گیا تھا کہ عورتوں کا احترام ضروری ہے۔

جولیا بڑی دیر تک اس کے متعلق سوچتی رہی پھر اسے ایکسٹو کی ہدایت یاد آئی اور وہ اٹھ کر فون پر تنویر کے نمبر ڈائل کرنے لگی۔ کسی نے دوسری طرف سے ریسیور اٹھایا لیکن تنویر کی آواز کے بجائے اس نے کچھ عجیب سی آوازیں سنیں ایسا معلوم ہوا کوئی وزنی چیز گری ہو پھر کسی کی چیخ سنائی دی۔

دفعتا اسے تھریسیا کا خیال آیا اور اس نے یکے بعد دیگرے سیکرٹ سروس کے سارے آدمیوں کے نمبر ڈائل کیئے۔

تنویر خطرے میں ہے فوراً وہاں پہنچو۔ وہ ایک ایک سے کہہ رہی تھی۔ پھر اس نے بڑی جلدی میں کوٹ پہنا اور میز کی دراز سے پستول نکال کر جیب میں ڈالتی ہوئی دروازے کی طرف چھٹی۔

اس کی کار کافی تیز رفتاری سے تنویر کی قیام گاہ کی طرف جارہی تھی۔ آج سردی کی لہر

وہاں پہنچ گئے۔ جولیا کی ہدایت پر ان سب نے بھی اپنے چہرے نقاب میں چھپا لیے۔  
مگر ابھی تک۔۔۔ جولیا بولی۔ اندر سے کسی قسم کا سگنل نہیں ملا۔ وہ تقریباً پانچ منٹ پہلے  
اندر داخل ہوئے ہیں۔

یہ سب کچھ عمران کے لیے ہو رہا ہے۔ جعفری نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ میں نہیں سمجھ  
سکتا ایکس ٹو کی پالیسی کیا ہے؟

عمران شاید ہم لوگوں سے زیادہ کام آتا ہے۔  
جعفری کچھ نہ بولا وہ عمارت کی طرف دیکھتا رہا۔  
دفعۃً ایک کھڑکی کھلی اس میں ایک چہرہ دکھائی دیا جس پر نقاب تھا۔ پھر ایک ہاتھ نے  
انہیں عمارت میں داخل ہونے کا اشارہ کیا۔  
اُو جولیا آگے بڑھتی ہوئی بولی۔

وہ عمارت میں داخل ہوئے کسی طرف سے بھی کسی قسم کی کوئی آواز نہیں آرہی تھی البتہ  
عمارت کا ایک ایک حصہ روشن تھا۔ بڑے کمرے کے قریب سے گزرتے ہوئے انہیں اندر سے  
آہٹیں محسوس ہوئیں۔ دروازہ بند تھا لیکن شیشوں سے روشنی نظر آرہی تھی۔

جولیا نے دروازے کو دھکا دیا وہ اندر سے بند تھا لیکن دوسرے ہی لمحے میں کسی نے بونٹ  
گرائے اور دروازہ کھل گیا۔ ٹھیک اسی وقت جولیا کے ساتھیوں نے اپنی پشت پر کسی چیز کی چھن  
محسوس کی لیکن انہیں مڑ کر دیکھنے کا موقع نہ مل سکا۔

لہذا ہمیں بقیہ آدمیوں کا انتظار بھی کرنا چاہیے  
مگر تنویر خاور نے کہنا چاہا۔

یہ بیس منٹ پہلے کی بات ہے جولیا اس کی بات کاٹ کر بولی۔ اب تک جو ہونا تھا ہو چکا  
ہوگا۔

اتنی مصلحت اندیشی درست نہیں، ہو سکتا ہے وہ تنویر پر تشدد کر رہے ہوں ضروری نہیں کہ  
انہوں نے اسے مار ہی ڈالا ہو۔

کچھ بھی لیکن یہ جال ہی معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ فون سے ریسیور اٹھا کر خاموش رہنے کا کیا  
کقصد ہو سکتا ہے اور پھر ایسی آوازیں جیسے کوئی ہنگامہ ہو گیا ہو۔

ٹھیک ہے یہ جال ہی ہوگا لیکن بقیہ لوگوں کا انتظار فضول ہے ہم چار اندر جا رہے ہیں کچھ  
لوگوں کو باہر رہنے دو اگر یہ جال ہی ہے تو سب کیوں پھنسیں۔

یہ بات بھی ٹھیک ہے اچھا تو جاؤ۔

وہ چاروں آگے بڑھے اور عمارت میں داخل ہو گئے جولیا وہیں پھاٹک پر کھڑی رہی  
۔ کبھی وہ سڑک کی جانب جاتی اور کبھی عمارت کی جانب۔ کمپاؤنڈ میں جھنیکر جھانپیں جھانپیں کر  
رہے تھے جولیا کے زہن پر گراں گزرنے لگا۔ عمارت میں خاموشی تھی اور نہ اس کے آدمیوں کی  
طرف سے کوئی

اشارہ ہوا۔ جولیا اس پر متحیر تھی۔ سیکرٹ سروس کے بقیہ آدمی بھی کیپٹن جعفری کے ساتھ

اندر چلو تحکمانہ لہجے میں کہا گیا۔

اور اندر جولیا کے سینے کی طرف ایک ریوالور کی نال اٹھی ہوئی تھی۔ وہ کوئی نقاب پوش ہی تھا لیکن جولیا کے ساتھیوں میں سے نہیں تھا۔ کیوں کہ اس کے ساتھیوں میں کوئی بھی اتنا دراز قد نہیں تھا۔

وہ چپ چاپ اندر داخل ہو گئے ان کے ساتھ ہی وہ تین آدمی بھی اندر آئے جنہوں نے جولیا کے ساتھیوں کے جسموں سے ریوالور لگا رکھے تھے۔

تم اپنے اتھ اوپر اٹھائے رکھو دراز قد آدمی نے انگریزی میں کہا اس کا لہجہ غیر ملکیوں سا تھا۔

انہوں نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔

تم سوئیس ہو؟ دراز قد آدمی نے جولیا سے پوچھا۔

سوال اتنا غیر متوقع تھا کہ جولیا کی زبان سے غیر ارادی طور پر فل نکل گیا اور پھر دوسرے ہی لمحے میں اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ دراز قد آدمی نے ایک زہریلی ہنسی کے ساتھ کہا

شاداب نگر میں تم نے ہمیں ایک گہری چوٹ دی تھی جولیا کچھ نہ بولی۔

چند لمحے کا موٹی رہی پھر دراز قد آدمی بولا۔ تمہارے چار ساتھی تمہارے ساتھ ہی اپنے انجام کے منتظر ہیں۔ صبح تمہاری لاشوں سے یہ اندازہ کرنا مشکل ہوگا کہ تم لوگوں کی موتیں کس

طرح واقع ہوئی ہوں گی مگر تم۔۔۔

مگر تم کہتے وقت اس کی آواز نرم پڑ گئی۔ وہ براہ راست جولیا کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جولیا نے محسوس کیا کہ وہ مگر تم کہتے وقت مسکرایا بھی تھا چونکہ پورا چہرہ نقاب میں چھپا ہوا تھا اس لیے یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا تھا کہ وہ مسکرایا ہی تھا۔

چند لمحے اس کی آنکھیں جولیا کی آنکھوں میں دیکھتی رہیں مگر پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا ان تینوں کو بھی وہیں لے جاؤ۔

جولیا نے اپنے ساتھیوں کو دروازے کی طرف مڑتے دیکھا۔ ریوالور اب بھی ان کے پہلوؤں سے لگے ہوئے تھے۔ پھر اس کمرے میں وہ دونوں ہی رہ گئے۔

دراز قد نقاب پوش نے اپنا ریوالور جیب میں ڈال لیا۔ میں بھی سوئیس ہوں دراز قد آدمی سوئیس زبان میں کہا۔

جولیا کچھ نہ بولی وہ اس کے دوسرے جملے کی منتظر تھی۔

میں صرف یہ جانا چاہتا ہوں کہ تم کس کے لیے کام کر رہی ہو؟

میں اپنے لیے کام کر رہی ہوں۔ جولیا نے کسی قسم کی کمزوری ظاہر کیے بغیر جواب دیا۔

مگر بے وقوف آدمی۔۔۔ عمران تو اکثر پولیس کے لیے ہیکام کرتا رہتا ہے۔

ہاں اکثر وہ پولیس کے لیے بھی کام کرتا ہے اور ہمارے لیے بھی۔

تمہاری کیا حیثیت ہے؟

کیا مطلب؟

کاغزات کی واپسی۔

یہ قطعی ناممکن ہے۔

تب پھر میں تمہاری زندگی کی بھی ضمانت نہ دے سکوں گا۔

میری نظر میں زندگی کی صرف اتنی ہی اہمیت ہے جتنی دیر زندہ رہوں، جدو جہد کرتی

رہوں۔

بہت دلیر لڑکی ہو؟

تمہارے جملے مجھے میری حیثیت سے نہیں گرا سکتے جولیانے برا سامنہ بنا کر کہا۔ میں

تھریسیا سے کسی طرح کم نہیں ہوں میرے گروہ میں ڈیڑھ سو آدمی ہیں۔

اوہ۔

بہتر یہی ہے کہ میرے آدمیوں کو چھوڑ دو ہمارا تمہارا جھگڑا ختم ہو جائے۔

جھگڑا صرف دو چیزیں ختم کر سکتی ہیں۔

میں نہیں پوچھوں گی کہ وہ دو چیزیں کیا ہیں؟

میں ضرور بتاؤ گا۔ پہلی چیز کاغزات کی واپسی اور دوسری اس بے وقوف آدمی کی موت

۔ اس نے تھریسیا کی شان میں گستاخی کی تھی۔

ا ہا۔ جولیانے قہقہہ لگایا۔ مجھے یاد ہے اس نے تھریسیا کی کمر پر لات رسید کی تھی۔ میرا

وہی جو تھریسیا کی ہے۔

اوہ۔ نقاب پوش پھر اسے گھورنے لگا۔ وہ کاغزات کہاں ہیں؟

وہ کاغزات۔ جولیا مسکرائی۔ عنقریب ان کا سودا بھی ہو جائے گا۔

وہ کہاں ہیں؟

ایک بہت ہی محفوظ جگہ پر۔

بہتری اسی میں ہے کہ ان کو واپس کر دو۔

کیوں؟ کیا وہ تھریسیا کے باپ کی اگیر ہیں؟

درازد آدمی ہنسنے لگا پھر بولا۔ لڑکی تم جھنجھلاہٹ میں بہت پیاری معلوم ہوتی ہو۔

بدتمیزی نہیں۔ جولیا پروقا رانداز میں ہاتھ اٹھا کر بولی۔

تم شاید الفانسے ہو۔

ہاں میں الفانسے ہوں۔ اس آدمی نے بھاری بھر کم آواز میں کہا۔

دنیا کا ایک بڑا آدمی، تمہاری عزت افزائی ہے اگر تم مجھے پیاری معلوم ہوتی ہو؟

دس لفافے ہر وقت میری جیب میں پڑے رہتے ہیں جولیانے برا سامنہ بنا کر کہا۔

خیر کام کی بات کرو میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے؟

میرے آدمیوں کو چھوڑ دو بہتری اسی میں ہے؟

انہیں تو ہر حال میں مرنا پڑے گا لیکن اگر تم چاہو تو بچ بھی سکتے ہیں،

جلدی کرو۔ وقت کم ہے۔ اس نے تحمانہ لہجے میں کہا۔ گفتگو انگریزی میں ہو رہی تھی۔ پھر وہ جولیا سے بولا۔ اس کمرے میں تمہارے آدمی بند ہیں اور زہریلی گیس کی تھوڑی مقدار انہیں آناً فاناً ختم کر دے گی۔ یہ ٹیوب دیکھ رہی ہو، کنجی کے سوراخ سے لگا دیا جائے گا۔ صرف آدھے منٹ کے لئے مشین چلے گی۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔

مجھے کون روکے گا۔ وہ ہلکے سے قہقہے کے ساتھ کہتا گیا۔ اگر ایسا ہوا تو تمہاری ہڈیاں بھی نہ ملیں گی۔ جولیا نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اسے توقع تھی کہ ایکسٹو کہیں آس پاس ہی انتظار میں ہوگا مگر کیوں۔۔۔ اس نے سوچا۔ آخر اب اسے کس بات کا انتظار ہے۔ دفعتاً جولیا کا دل ڈوبنے لگا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ ایکسٹو بھی کوئی آدمی ہی ہے وہ جادوگر بھی نہیں ہو سکتا لہذا ضروری نہیں کہ اسے ان حالات کا علم ہی ہو۔ اوہ۔۔ کیا کر رہے ہو تم لوگ۔ نقاب پوش دانت پیس کر بولا۔ صحیح ہو گیا جناب۔

اٹھو جاؤ۔۔۔ سوراخ سے لگاؤ ایک آدمی نے ٹیوب اٹھائی اور دوسرے کمرے کے بند دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ جولیا کا دل بڑی شدت سے دھڑک رہا تھا۔ وہ بار بار چاروں طرف دیکھنے لگتی۔ اب بھی وقت ہے۔ نقاب پوش جولیا کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ کاغذات کا پتا بتا دو۔

خیال ہے اس کی ریڑھ کی ہڈی محفوظ نہیں رہی ہوگی۔  
بکواس مت کرو لڑکی میرے ساتھ آؤ۔ دراز قد آدمی  
جولیا کی کلائی پکڑ کر جھٹکا دیا۔ جولیا آگے کی طرف جھکی اور بائیں ہاتھ سے اپنے بلاؤز کے گریبان سے پستول نکال لیا لیکن دراز قد آدمی نے ہلکے سے قہقہے کے ساتھ اس کے استعمال کی مہلت نہ دی۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ اس سے پستول چھین چکا تھا۔  
بس اتنی ہی چالاکی کی بناء پر تھریریا سے مقابلہ کرنے نکلے تھیں۔ اس نے زہریلے لہجے میں کہا اور جولیا کو دروازے کی طرف کھینچنے لگا۔ مجبوراً جولیا اس کے ساتھ چلتی رہی۔ اس کے ساتھی پکڑے جا چکے تھے اور تنویر کے متعلق یہ نہیں معلوم ہو سکا تھا کہ اس کا کیا حشر ہوا۔ اب اسے صرف ایکسٹو کی مدد کا سہارا رہ گیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ایکسٹو غافل نہیں ہوگا۔ وہ یہاں کسی وقت بھی پہنچ سکتا ہے۔ اسی مضبوطی پر وہ اتنے دلیرانہ انداز میں دراز قد نقاب پوش سے گفتگو کرتی رہی تھی۔

نقاب پوش اسے دوسرے کمرے میں لایا۔ جہاں تین آدمی ایک چھوٹی سی مشین پر جھکے ہوئے تھے۔ یہ وہی نقاب پوش تھے جو اس کے تینوں ساتھیوں کو بڑے کمرے سے لے گئے تھے۔

کیوں دراز قد نقاب پوش نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کیا۔ کیا بات ہے۔  
سلنڈر فٹ نہیں ہے۔ ایک نے جواب دیا۔

جولیا دروازہ کھول دو۔ یہ سب نشانے پر ہیں۔ آواز پھر آئی۔  
 جولیا سر سے پیر تک لرز رہی تھی اور اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ آواز کی جانب نظر بھی اٹھا  
 سکتی۔ اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔  
 اندھی بھیسروں کی طرف باہر نکلنے والوں میں تنویر بھی تھا اور اس کی حالت اچھی نہیں تھی۔  
 کپڑے تار تار ہو رہے تھے اور جسم کے مختلف حصوں سے خون نکل رہا تھا۔  
 پہلے تو وہ سب ان چاروں کی طرف جھپٹے۔ لیکن جیسے ہی دروازے کی سمت نظر گئی جہاں  
 تھے وہیں ٹھٹھک گئے۔ سر سے پیر تک سیاہ لبادے میں ملبوس ایک آدمی دونوں ہاتھوں میں  
 ریوالور لئے دروازے کے قریب کھڑا تھا۔  
 ان کا اسلحہ چھین لو۔ اس نے آہستہ سے کہا۔  
 اور ان سب نے ایکسٹو کی آواز پہچان لی۔ یہ پہلا موقع تھا جب وہ اپنے پراسرار چیف کو  
 اتنے قریب سے دیکھ رہے تھے لیکن اس کا پورا چہرہ سیاہ نقاب میں چھپا ہوا تھا۔  
 وہ چاروں ہاتھ اٹھائے کھڑے تھے ان کی جیبوں سے ریوالور نکال لئے گئے۔  
 اب انھیں ڈرائنگ روم میں لے چلو۔ ایکسٹو نے کہا۔  
 اس کے ماتحتوں کی زبانیں گنگ ہو گئی تھیں۔ جولیا جو اکثر فون پر اس سے بے تکلف  
 ہونے کی کوشش کیا کرتی تھی اس وقت اس طرح کانپ رہی تھی جیسے کسی ویرانے میں کوئی  
 درندہ نظر آ گیا ہو۔

میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے آدمیوں کو چھوڑ دوں گا۔ دوسری صورت میں یہ لوگ تو ابھی اور  
 اسی وقت ختم ہو جائیں گے۔ البتہ تمہیں سسک سسک کر مرنا پڑے گا۔  
 جولیا کچھ نہ بولی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا جواب دے۔ کچھ دیر پہلے کی زبان  
 طراریاں رخصت ہو چکی تھیں۔ اب وہ صرف ایک معمولی سی عورت تھی۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا  
 تھا جیسے ذہانت کبھی اس کے حصے ہی میں نہ آئی ہو۔  
 اوہ۔ اتنی دیر۔ نقاب پوش نے پھر اپنے ساتھیوں کو لگا لگا۔  
 دوسرے ہی لمحے میں ٹیوب کنجی کے سوراخ سے لگا دیا گیا۔  
 تم نہیں بتاؤ گی۔  
 میں کچھ نہیں جانتی۔ جولیا نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔  
 گیس کھولو۔  
 مشین کی طرف ہاتھ بڑھا ہی تھا کہ ایک فائر ہوا اور شیشے کے وہ ٹکڑے چور چور ہو گئی۔ جو  
 ٹیوب کو مشین سے ملاتی تھی۔ وہ تینوں اچھل کر الگ ہٹ گئے۔  
 اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔ ایک بھاری اور پروقار آواز دروازے کی طرف سے آئی۔ یہ  
 بلاشبہ ایکسٹو کی آواز تھی۔ جولیا نے صاف پہچان لیا۔  
 پھر ایک آدمی کا ہاتھ جیب کی طرف جا ہی رہا تھا کہ دوسرا فائر ہوا اور وہ آدمی اپنا ہاتھ  
 دبائے ہوئے دیوار سے جا لگا۔ زخمی ہاتھ سے خون کی دھار نکل کر فرش پر پھیل رہی تھی۔



ان میں سے ایک آدمی جس کا ہاتھ زخمی تھا۔ فرش پر گر پڑا۔ کثیر مقدار میں خون نکل جانے کی وجہ سے اس پر غشی طاری ہو گئی تھی۔

فکر نہیں۔۔ ایکسٹو ہاتھ اٹھا کر بولا۔ اسے یونہی پڑا رہنے دو۔ صرف تین گلاسوں میں شراب انڈیلو۔

جولیا گلاسوں میں شراب انڈیلنے لگی لیکن وہ سخت متحیر تھی آخر اس مہمان نوازی کا کیا مطلب۔

پیو دوستو۔ ایکسٹو نے کہا اور جولیا نہ سمجھ سکی کہ لہجہ تحکمانہ تھا یا طنزیہ۔۔۔ ایکسٹو کی آواز سے مختلف قسم کے لہجوں میں امتیاز کر لینا مشکل تھا۔

تھریسیا اس وقت کہاں مل سکے گی۔ اس نے پھر انھیں مخاطب کیا۔

ہم نہیں جانتے۔ لمبے آدمی نے کہا۔

میں جانتا ہوں کہ تمھیں علم نہیں ہوگا۔ تھریسیا اپنے آدمیوں کو قربانی کے بکروں سے زیادہ نہیں سمجھتی۔

پھر کچھ دیر کے لئے کمرے پر خاموشی مسلط ہو گئی۔

پیو۔۔۔ ایکسٹو کی گرج سے وہ جھنجھنا گیا۔ اس کے اپنے ساتھی تو بری طرح لرز رہے تھے۔

ہم نہیں پیئیں گے۔ لمبے آدمی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

وہ چاروں ڈرائیگ روم میں لائے گئے۔

ان کے چہرے ظاہر کرو۔ ایکسٹو کی آواز کمرے میں گونجی۔ خاور اور جعفری بیرونی دروازے پر جائیں۔

ان کے چہروں سے نقابیں ہٹائی جانے لگیں لیکن جعفری یا خاور میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ ان کے چہرے دیکھنے کے لئے وہاں رکتے۔ وہ سر جھکائے ہوئے ڈرائیگ روم سے باہر چلے گئے۔

ان چاروں کے چہروں سے نقاب ہٹادی گئیں۔ یہ چاروں غیر ملکی تھے۔ یورپ کے کسی ملک کے باشندے تھے۔

ان میں اتھانسنے نہیں ہے۔ ایکسٹو نے جولیا کو مخاطب کر کے کہا۔ تمھیں غلط فہمی ہوئی تھی۔ پھر اس نے اپنے اوپر کوٹ کی جیب سے ایک بوتل نکالی اور ان چاروں کی طرف مخاطب کر کے کہا۔ تم لوگ بہت تھک گئے ہو۔ اس لئے میری طرف سے شیمپین کا تحفہ قبول کرو۔ تنویر ان لوگوں کو قاعدے سے بٹھاؤ۔ اور چار گلاس نکالو۔

تنویر کے چہرے پر حیرت تھی۔ وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹکا پھر آگے بڑھ کر ایک الماری کھولی اور اس میں سے چار گلاس نکال کر میز پر رکھ دیئے۔

بیٹھ جاؤ دوستو۔۔۔ ایکسٹو ہاتھ ہلا کر بولا۔ ہم لوگ بہت مہمان نواز ہیں۔ جولیا تم ان کے لئے شراب انڈیلو۔



اس کے مکان میں داخل ہو کر اپنی محبوبہ کا پتا پوچھ رہے تھے پھر وہ آپس میں لڑ پڑے ایک نے دوسرے پر فائر کر دیا۔

ایکسٹو نے خاموش ہو کر زخمی آدمی کی طرف اشارہ کیا۔ جو ہوش میں آ رہا تھا۔

اسے بھی تھوڑی سی پلاؤ اور ان پر نظر رکھو کہیں یہ۔۔۔۔۔

دفعۃً وہ تنویر کی طرف مڑ کر بولا۔ تم سے بڑا حق آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔ تم اسے عمران ہی کی کار میں دانش منزل لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔

تنویر کچھ نہ بولا۔ اس نے سر جھکا لیا تھا۔

آپ۔۔۔۔۔ جولیا ہکلائی۔ انھیں تھانے کیوں بھیج رہے ہیں۔

تمہارے بیان کی تصدیق کے لئے۔۔۔۔۔ کیا تم نے ابھی یہ نہیں کہا تھا کہ تم تھریسیا ہی کی طرح ایک خراب عورت ہو۔۔۔۔۔ مگر اب جلدی کرو۔ تم اور کیپٹن خاور یہیں ٹھہرو۔ بقیہ لوگ چلے جائیں۔ تنویر تھانے جائے گا اور میں۔۔۔۔۔ میں کسی وقت بھی تم لوگوں سے دور نہیں ہوں گا۔

ایکسٹو دروازے کی طرف مڑ گیا۔ وہ اس کے قدموں کی آواز سنتے رہے۔ ان کی زبانیں گنگ تھیں اور پیشانیوں پر پسینہ تھا۔

دوسرے دن عمران اپنے فلیٹ کے ایک کمرے میں کھڑا آ جھوم جھوم کر اکارڈین بجا رہا تھا۔ اور محکمہ سراغ رسانی کا سپرنٹنڈنٹ فیاض اپنے کانوں میں انگلیاں دیئے بیٹھا تھا۔ اکارڈین

اگر نہیں پیو گے تو تمہاری لاشیں تمہاری اس حماقت پر نہیں ہنسیں گی اور تمہارے جسموں کو لاشوں میں تبدیل ہونے کے سلسلے میں اتنی اذیتیں برداشت کرنی پڑیں گی کہ حشر کے دن ان سے اٹھانہ جائے گا۔

جولیا حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ آخر ان تینوں نے گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگا لئے۔

زہر نہیں ہے۔ ایکسٹو کہہ رہا تھا۔ جب ہم تمہارا گلا گھونٹ کر بھی تمہیں ختم کر سکتے ہیں تو ان تکلفات میں کیوں پڑنے لگے۔ آج کل زہروں کی فراہمی بھی آسان نہیں ہے۔

انھوں نے گلاس خالی کر کے میز پر رکھ دیئے۔

اچھا دوستو۔ ایکسٹو ہاتھ اٹھا کر بولا۔ کیا یہ شراب عمدہ نہیں تھی۔ اس میں کچھ تھوڑا سا اضافہ بھی کیا گیا تھا جو تمہیں ذرا ہی سی دیر میں کوہ قاف کی سیر کرا دے گا۔

یہ حقیقت تھی پانچ منٹ کے اندر ہی اندر تینوں اپنی کھوپڑیوں سے باہر ہو گئے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ہر ایک نے کئی کئی بوتلیں پی لی ہوں۔ اور پھر وہ بہکنے لگے ایک دوسرے کو گالیاں دیتے اور اس طرح دانت پیس کر گھونسنے دکھاتے جیسے آبائی دشمنیاں چلی آ رہی ہوں۔

ٹھیک ہے۔ ایکسٹو نے سر ہلا کر کہا۔ اور جولیا کی طرف دیکھ کر بولا۔

وہ گیس پھینکنے والی مشین یہاں سے ہٹاؤ۔ تنویر قریبی تھانے میں جا کر اطلاع دے گا کہ چار غیر ملکی شراب کے نشے میں دھت ہو کر

آج خاموشی سے کھانا کھانے کا دن ہے۔

ابے تو نے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا۔

فیاض نے کچھ کہنا چاہا مگر عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر کھانے میں مشغول ہو گئے۔

جاؤ فیاض نے سلیمان سے کہا۔ جب ضرورت ہوگی بلا لیں گے۔ سلیمان چلا گیا۔

مجھے بتاؤ وہ کون لوگ ہیں جو تمہیں مار ڈالنا چاہتے ہیں۔

عمران کچھ نہ بولا۔ سر جھکائے کھانے میں مشغول رہا۔ فیاض کے چہرے پر جھلاہٹ کے آثار نمایاں ہوئے اور پھر غائب ہو گئے۔ وہ بہت دیر سے اس مسئلے پر گفتگو کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن عمران نہ جانے کیوں ہر بار کوئی نہ کوئی ایسی حرکت کر بیٹھتا جس سے گفتگو آگے نہ بڑھ سکتی۔

کھانے کے اختتام پر فیاض نے بڑے صبر و سکون کیساتھ سگریٹ سلگایا اور آہستہ سے بولا۔ مجھے سر سلطان نے بھیجا ہے۔

تمہیں ہنری ہفتم نے بھیجا ہو لیکن میں اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں اگر کچھ لوگ مجھے مار ڈالنا چاہتے ہیں تو میں مجبور ہوں۔ مر جاؤں گا۔ سنا ہے اس طرح مرنے والے شہید کہلاتے ہیں۔

میری طرف سے تم جہنم میں جاؤ۔ فیاض نے جھلا کر کہا۔ مگر موجودہ حالات کی بناء پر

اس کے شدید ترین احتجاج کے باوجود بھی بچتا ہی رہتا۔ لیکن اس دوران سلیمان دوپہر کا کھانا میز پر لگانے لگا۔ اور عمران نے اکارڈین اتار کر ایک طرف رکھتے ہوئے فیاض سے کہا۔

میں اسے اپنی انتہائی بدقسمتی سمجھوں گا اگر دوپہر کا کھانا میرے ساتھ ہی کھاؤ۔

میں تمہیں بھی کھا جاؤں گا عمران۔ فیاض دانت پیتا ہوا اٹھا اور کھانے کی میز پر جم گیا۔

کچھ دیر خاموشی سے کھانا کھاتے رہنے کے بعد عمران سلیمان کی طرف مڑ کر بولا ابے یہ

کیا ہے۔

مچھلی صاحب۔

الو بناتا ہے۔ مچھلی تو چپٹی ہوتی ہے۔

مچھلی ہی ہے۔

میں نے آج تک چوکور مچھلی نہیں دیکھی۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کی دم کہاں

ہے، سر کہاں ہے۔

قتلے ہیں جناب۔

ابے پھر وہی قتلے۔ عمران میز پر ہاتھ مار کر دھاڑا۔ کتنی بار منع کیا ہے۔ ابے مجھے قتلے والی

مچھلی اچھی نہیں لگتی۔ مسلم پکایا کر۔ سننے نکالے بغیر۔۔۔ دم سمیت۔۔۔ پٹھے کے الو۔۔۔

آپ کچھ بھول رہے ہیں صاحب۔

کیا بھول رہا ہوں۔۔۔

میرے اسٹاف کے تقریباً بیس آدمی ہر وقت بیکار رہتے ہیں۔

بیکار کیوں رہتے ہیں۔

انھیں تمھاری نگرانی کرنی پڑتی ہے۔

کیوں کرنی پڑتی ہے۔۔۔ کیا مجھے خفیہ طور پر گورنر جنرل بنا دیا گیا ہے۔

سر سلطان کا آرڈر ہے۔ مجھے بتاؤ وہ کون ہیں۔

محکمہ خارجہ کے سیکرٹری۔ عمران نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔

میں ان آدمیوں کے متعلق پوچھ رہا ہوں۔ جنھوں نے تم پر حملہ کیا تھا۔ فیاض دانت پیس

کر بولا۔

اگر میں ان سے واقف ہوتا تو ان کا تعارف تمھارے سسرال والوں سے کر دیتا۔ اور پھر

انھیں بے موت مرنا پڑتا۔

تم نہیں جانتے کہ وہ کون ہیں۔

میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں۔ کہو تو اس جملے کو ریکارڈ کرا کے تمھارے محکمے میں

بجھوادوں۔

فیاض چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔ پھر برا سامنہ بنا کر بولا۔ تو میں بھی جانتا ہوں کہ تمھارا انجام

بہت دردناک ہوگا۔

جانتے ہونا۔۔۔۔۔ عمران چپک کر بولا۔ کبھی کبھی میرے مزار پر قوالی کر دیا کرنا۔ میں

دوسری دنیا میں بہت بے چینی سے تمھارا انتظار کروں گا۔

فیاض حیرت سے اسے دیکھتا رہا۔

سو پر فیاض۔۔ عمران نے کچھ دیر بعد بہت سنجیدگی سے پوچھا۔ کیا تمھارے آدمی میری

حفاظت کر رہے ہیں۔

ایک دو نہیں۔ بیس آدمی اس عمارت کے گرد و پیش چھپے ہوئے ہیں۔ عمران نے اٹھ کر میز

سے اکارڈین اٹھایا اور اسے گردن میں لٹکائے ہوئے دستانوں میں ہاتھ ڈال دیئے۔

دوسرے ہی لمحے اس کی کرخت آواز کمرے میں گونجنے لگی۔ فیاض کو پھر غصہ آ گیا۔ لیکن

وہ خاموش ہی رہا۔

عمران نے بائیں جانب والی کھڑکی کھولی اور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اکارڈین بجاتا

رہا۔ کھڑکی کے دروازے پر حصوں میں منقسم تھے۔ اس نے صرف نیچے کے پٹ کھولے تھے۔

دفعۃً اکارڈین خاموش ہو گیا۔ اور اس کے دونوں حصے ایک دوسرے سے جاملے۔ عمران

کھڑکی بند کر کے فیاض کی طرف مڑا اور اکارڈین کی دھونکی چلانے لگا۔ اس بار آواز نہیں نکلی

کیونکہ اب دھونکی میں ایک گول سا سوراخ بھی نظر آ رہا تھا۔ فیاض نے اس کی طرف دھیان

نہیں دیا۔

کیوں سو پر فیاض۔۔ تمھارے آدمی کہاں ہیں۔ اس نے برا سامنہ بنا کر دریافت کیا۔

تم انھیں پہچان نہیں سکتے۔ فیاض بیزاری سے بولا۔

گھٹیا قسم کے بلٹ پروف شرلاک ہومز کے زمانے میں بھی پائے جاتے تھے۔  
تو تم نے بلٹ پروف پہن رکھے ہیں۔  
ہاں سوپر۔۔۔۔۔ میں اپنی ہونے والی بیوہ کو بیوی نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔۔ بیوہ کو  
بیوی۔۔

گولی کدھر سے آئی تھی۔  
سامنے والی عمارت کی دوسری منزل سے۔  
میں دیکھتا ہوں۔ فیاض اٹھتا ہوا بولا۔  
ضرور دیکھو۔ عینک بھی لیتے جاؤ۔ ممکن ہے ضرورت پیش آئے۔  
فیاض عمران کو گھورتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ جب اس کے قدموں کی آوازیں انا بند  
ہو گئیں تو عمران نے میز کی دراز کھول کر ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے منہ کے قریب لے  
جاتا ہوا بولا۔

خاور ایک موٹر رکشا عمارت کی پشت پر بھیجو۔ عمران وہاں سے جانا چاہتا ہے۔  
اس بار اس نے ٹرانسمیٹر کوٹ کی جیب میں ڈال دیا۔ پھر دوسرے کمرے میں آ کر  
جلدی جلدی ایک بوڑھے آدمی کا میک اپ کیا۔ کپڑے تبدیل کئے اور ایک سوٹ کیس اٹھا کر  
سلیمان کو ہدایات دیتا ہوا کچھلی راہداری میں آ گیا۔  
عمارت کے دوسری جانب بھی زینے تھے لیکن استعمال میں بہت کم رہتے تھے کیونکہ

خیر۔۔۔۔۔ لیکن اس کے باوجود بھی میرے اکارڈین کی دھونکی میں سوراخ ہو گیا ہے۔  
کیا مطلب۔۔۔۔۔ فیاض یک بیک چونک پڑا۔  
سوراخ میری جان۔۔ عمران نے اکارڈین کو گردن سے اتارتے ہوئے کہا اور پھر اسے  
ہلاتا ہوا بولا۔

سوراخ کرنے والی دھونکی کے اندر موجود ہے اگر تمہیں یہ سوراخ پسند ہے تو میں ایسا ہی  
دوسرا سوراخ تمہارے پیٹ میں کرا سکتا ہوں بشرطیکہ تم میرے کپڑے پہن کر اس کھڑکی کے  
نچلے پٹ کھولنے کی کوشش کرو۔

تم محفوظ ہو۔ کیپٹن فیاض متحیرانہ انداز میں چیخا۔  
کسی کام چور گدھے کی طرح۔ عمران نے جواب دیا۔  
یہ کیسے ممکن ہے۔ تم جھوٹے ہو۔

ٹھہرو۔ عمران مسکرا کر بولا۔ اور اکارڈین کی دھونکی پھاڑ ڈالی۔ اور اس میں سے سیسے کی  
ایک گولی نکال کر فیاض کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ یہ آسمان سے نہیں ٹپکی۔  
لیکن میں نے فائر کی آواز نہیں سنی۔

سائینسز لگی ہوئی رائفلیں شرلاک ہومز کے زمانے میں عام نہیں تھیں لیکن  
آجکل۔۔۔۔۔ خیر سوپر فیاض۔۔۔۔۔ اب قوالی کا انتظام کرو۔  
مگر تم بچ کیسے گئے۔

مجھے علم ہے میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں کا سفارت خانہ ہو سکتا ہے۔  
اب کیا حکم ہے جناب۔  
فی الحال کچھ نہیں مگر ہوشیار رہو۔ وہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ اپنی حفاظت بھی ضروری ہے۔

سب کی یہی حالت تھی جناب۔  
تم سب نالایق ہو۔ اوور اینڈ آل۔ عمران نے گفتگو ختم کر کے ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال لیا۔

Released on 2008

Page 20

بیکار ہوں۔ ان میں ویرانی اور بے رونقی تھی۔ عمران شاید اس کی طرف متوجہ بھی نہ ہوتا لیکن ایک خاص واقعے نے اس کی توجہ متعلقہ کرادی تھی۔ اندھے کے ایک ہاتھ میں خشک ڈبل روٹی کا ایک ٹکڑا تھا اور دوسرے ہاتھ میں مڑے مڑے ردی کاغذوں کا ایک گولا تھا۔ اسی طرف سے ایک آدمی گزرا جس کے ساتھ ایک ننھا سا بڑے بالوں والا کتا بھی تھا کتے نے روٹی کا ٹکڑا اندھے کے ہاتھ سے جھپٹ لیا اور اندھا گالیاں بکتا ہوا ناچنے لگا۔ اسی حالت میں وہ کتے کے مالک سے ٹکرایا اور اس کے دوسرے ہاتھ میں دبا ہوا کاغذ کا گولا کتے کے مالک کی جیب میں پہنچ گیا۔ کتے کا مالک کتے کو آگے بڑھاتا جا رہا تھا۔ عمران اس کی طرف لپکا اور پھر ایک جگہ جب وہ ایک سینما ہاؤس کے قریب سے گزرا تھا۔ میٹنس شو دیکھ کر نکلنے والوں کی بھیڑ میں عمران نے اس کی جیب صاف کر دی یعنی کاغذ کا وہ گولا اس طرح نکال لیا کہ اسے خبر تک نہ ہوئی۔

مگر یہاں اس سے ایک لعزش ہوگئی، اگر اس نے کسی یقین کے ساتھ اس کا تعاقب شروع کیا تھا تو۔۔۔۔۔۔ تو بھی اس گولے کی فکر میں نہیں پڑنا چاہئے تھا۔ اس نے بے خیالی میں اپنی رفتار سست کر دی جب بھیڑ آگے نکل گئی تو ایک جگہ رک کر اس گولے کو دیکھنے لگا۔ ساتھ ہی اسے اپنی حماقت کا بھی احساس ہوا کہ وہ کتے کے مالک کا تعاقب ترک کر چکا ہے جسے حقیقتاً جاری رہنا چاہئے تھا کیونکہ یہ ردی کاغذات نہیں تھے بلکہ دن بھر کی رپورٹ تھی۔ وہ صبح سے بارہ بجے تک اکارڈین بجاتا رہا۔ بارہ بجے محکمہ سرانصرسانی کا سپرنٹنڈنٹ اس

وہ نہ صرف کیپٹن فیاض کی کارگزاریاں دیکھنا چاہتا تھا بلکہ ان لوگوں کی فکر میں بھی تھا جنہوں نے اسے فلیٹ چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا تھا۔ پچھلی رات اسے توقع تھی کہ وہ تنویر کے مکان پر الفانسے سے نیٹ سکے گا لیکن اس کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی کیونکہ ان لوگوں میں الفانسے نہیں تھا۔

اسے پچھلی ہی رات اس بات کا علم بھی ہوا تھا کہ وہ لوگ ابھی تک انھیں کاغذات کے چکر میں ہیں جو تھر سیانے شاداب نگر کی جعفری منزل سے اڑائے تھے مگر اب ان کاغذات تک ان لوگوں کی رسائی مشکل ہی تھی کیونکہ اب وہ محکمہ خارجہ کی تحویل میں پہنچ چکے ہیں۔

وہ عمارت کے قریب ٹیکسی سے اتر ا جس کی دوسری منزل پر کیپٹن فیاض نے اودھم مچا رکھی تھی۔ اس منزل کا کوئی فلیٹ ایسا نہیں تھا جس کی تلاشی نہ لی گئی ہو۔ لیکن وہاں ایک بھی ایسا آدمی نہ مل سکا جو اپنے پڑوسی کی نظروں میں مشتبہ یا اجنبی ہوتا۔ وہ سالہا سال سے اسی منزل میں رہتے آئے تھے۔

عمران نیچے سڑک پر لوگوں کی چہ میگوئیاں سنتا رہا۔ عام لوگوں کا خیال تھا کہ یہ تلاشی منشیات کی غیر قانونی تجارت کے سلسلے میں ہو رہی ہے۔ شاید فیاض نے یہی کہہ کر تلاشیاں شروع کی تھیں۔

عمران دراصل اس عمارت کے نیچے ایک اندھے فقیر میں دلچسپی لے رہا تھا جو ممکن ہے سرے سے اندھا ہی نہ رہا ہو۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ لیکن انداز کچھ ایسا تھا جیسے وہ



نظر انداز کر سکتا تھا کیونکہ بہتیرے بوڑھے بڑی اچھی صحت رکھتے ہیں۔

عمران نے محسوس کر لیا کہ فیاض اسے بار بار دیکھ رہا ہے لہذا

اس کی رگ شرارت پھڑکنے لگی۔ اس نے سوچا کچھ دیر تفریح سہی۔ اس نے اپنا رخ اس عمارت کی طرف کر لیا۔ جس میں اس کا فلیٹ تھا بس پھر تھوڑی ہی دیر بعد فیاض اس کے سر پر سوار تھا۔

کیا آپ اسی عمارت میں رہتے ہیں۔ فیاض نے اس سے پوچھا۔

عمران چونک کر اس کی طرف مڑا اور اسے نیچے سے اوپر تک دیکھتا ہوا درشت لہجے میں پوچھا۔ کیوں

عمران کئی طرح کی آوازوں پر قادر تھا۔ کم از کم فیاض کے بس کا روگ نہیں تھا کہ وہ اسے اس کی آواز سے پہچان سکتا۔ اسے اس کا درشت لہجہ بہت گراں گزرا اور اس نے اپنے ایک ماتحت کی طرف مڑ کر کہا۔ انھیں چیک کرو۔

کیوں جناب آپ اسی عمارت میں رہتے ہیں۔ ایک ماتحت نے آگے بڑھ کر پوچھا۔ فیاض دوسری طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

کیوں۔ عمرنا کے تئیں کوئی فرق واقع نہیں ہوا تھا۔

میں آپ سے سوال کر رہا ہوں۔

کیا میں کسی دیوار سے سوال کر رہا ہوں۔ عمران نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں پوچھا۔

کے فلیٹ میں گیا۔ اسی دوران وہ اکارڈین بجاتا ہوا ایک کھڑکی کے سامنے آ گیا۔ اس پر فائر کیا گیا۔ اب کیپٹن فیاض اس عمارت کی تلاشی لے رہا تھا جس سے فائر کیا گیا تھا۔ فی الحال کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا۔

عمران نے کاغذ جیب میں رکھتے ہوئے ایک طویل سانس لی۔ وہ سوچ رہا تھا اسے اس آدمی کا تعاقب جاری رکھنا چاہئے تھا۔ وہ پھر اس توقع پر واپس ہوا کہ شاید اندھا فقیر اب بھی وہیں مل جائے۔ اسے اپنی اس ذہنی کمزوری پر رہ رہ کر غصہ آ رہا تھا کہ وہ محض ان مڑے تڑے کاغذوں کے چکر میں کیوں پڑ گئے تھا۔ اگر اس شخص پر شبہ ہوا تھا تو اس کا تعاقب جاری رکھنا چاہئے تھا اس طرح ممکن تھا کہ وہ ان کے ٹھکانے ہی سے واقف ہو جاتا۔ اور یہ ایک بہت بڑی بات تھی۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد عمران پھر وہیں پہنچا۔ جہاں سے کچھ دیر پہلے اس آدمی کا تعاقب میں روانہ ہوا تھا مگر اب وہ اندھا فقیر کہیں نہ دکھائی دیا۔

فیاض نے اتنی دیر میں ساری عمارت چھان ماری تھی اور اب نیچے فٹ پاتھ پر کھڑا لوگوں سے پوچھ گچھ کر رہا تھا۔ اتنے میں اس کی نظر عمران پر پڑی۔ ظاہر ہے کہ عمران ایک توانا اور تندرست نوجوان تھا۔ فیاض کو اس کے چہرے پر بھوری داڑھی کچھ غیر فطری سی معلوم ہوئی اور پھر تاریک شیشوں کی عینک۔۔۔ اندھیرا پھیلنے لگا تھا اور قرب و جوار کی دکانیں جگمگا اٹھی تھیں۔ لہذا تاریک شیشوں کی عینک نے خاص طور پر اسے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ داڑھی کو تو وہ



فیاض کا شبہ بڑھتا چلا گیا لیکن اس نے راہ میں کچھ نہیں کہا۔ دفتر کے قریب پہنچ کر اس نے عمران سے پوچھا۔ آپ ریٹائرڈ پولیس آفیسر ہیں۔

فیاض نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر خاموش ہی رہا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ماتحتوں کی موجودگی میں بات بڑھے کیونکہ کچھ دیر پہلے بھی یہ آدمی بڑی دیدہ دلیری سے اس کا مذاق اڑا چکا تھا۔

فوراً ہی تعمیل کی گئی اور فیاض اس کی جامہ تلاشی لینے لگا۔ اس جامہ تلاشی میں وہ کاغذ اس کے ہاتھ لگا جو اندھے فقیر سے عمران تک پہنچا تھا۔ فیاض نے اسے پڑھا اور دانتوں پر دانت جکڑ لیے۔ وہ خونخوار نظروں سے داڑھی والے کو گھور رہا تھا۔

جی بات دراصل یہ ہے کہ میں فلموں کے لئے مکالمے بھی لکھا کرتا ہوں یہ دردِ جگر نامی اسٹوری کے ایک موقعہ کا مکالمہ ہے۔ جی ہاں بسل کی آنکھ نامی فلم کی اسٹوری میں نے ہی لکھی تھی۔ منشی بندے علی ترنم میرا نام ہے۔ جی ہاں۔

آپ انھیں بتا دیجئے۔ عمران نے اس کے ماتحت سے کہا۔ میں بھی ایک ریٹائرڈ پولیس آفیسر ہوں لیکن میں نے ایسی بچکانہ پولیس انکوائری آج تک نہیں دیکھی۔

کہاں چلوں۔۔۔

چلے۔۔۔۔۔ چلے۔۔۔۔۔ شکر یہ۔۔۔۔۔ مجھے نکلن پارک کے قریب اتار دینا۔۔۔

عمران محکمہ سرانصرسانی کی اسٹیشن وگین میں بیٹھ گیا۔ فیاض شاید ساری کاروائیاں ختم کر چکا تھا۔ ویسے اسے اس کے بعد عمران کے فلیٹ میں بھی جانا چاہئے تھا لیکن اسے داڑھی والے پر اس شدت سے غصہ آیا تھا کہ وہ سب کچھ بھول گیا۔

عمران دو تین سادہ لباس والوں کے ساتھ پچھلے حصے میں بیٹھا انھیں اکبر اور پیر بل کے

تم نے مجھے دھوکا دینے کی کوشش کی ہے۔ میں تمہیں دیکھ لوں گا۔

جناب کپتان صاحب۔ آپ خواہ مخواہ میرے کام میں حارج ہوئے ہیں۔

اس طرح میک اپ کر کے باہر نکلتا جرم ہے۔ فیاض نے کھا جانے والے انداز میں کہا۔

اور میک اپ کے بغیر مر جانا بڑا نیک کام ہے کیوں کپتان صاحب۔ آپ کے بیس آدمی اس عمارت کے گرد و پیش تھے پھر بھی مجھ پر گولی چلائی گئی۔ آپ اتنی دیر تک جھک مارتے رہے تھے لیکن مجرم پر ہاتھ نہ ڈال سکے۔ پکڑا بھی گیا تو یہی بیچارہ زندہ شہید۔

میں سر سلطان کو مطلع کرنے جا رہا ہوں کہ محکمہ سراغ رسانی عمران کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ وہ خود اپنے افعال کا ذمہ دار ہے۔

ضرور مطلع کرو۔ میں نے محکمہ سراغ رسانی سے کبھی درخواست نہیں کی کہ میری مدد کی جائے۔ کیا تمہیں یا انہیں کہ محکمہ سراغ رسانی کتنی بار میری مدد کا محتاج رہ چکا ہے۔ فیاض کچھ نہ بولا۔ عمران نے میز سے اپنی عینک اٹھاتے ہوئے کہا۔ لاؤ وہ کاغذ مجھے دے دو۔

کاغذ ریکارڈ میں رکھا جائے گا۔

بات نہ بڑھاؤ۔ عمران نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ تم نہیں جانتے کہ اس طرح تم کن معاملات میں حارج ہو رہے ہو۔

بات ضرور بڑھے گی کیونکہ تمہاری وجہ سے شہر میں دہشت انگیزی شروع ہو گئی ہے تمہیں

اپنی عینک اتارو۔ فیاض نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

کیا فائدہ جناب۔ پھر میں آپ کو دیکھ بھی نہ سکوں گا۔ اجالے میں مجھے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

فیاض نے اسے گریبان سے پکڑ کر عینک اتار دی۔ داڑھی والے نے اس کے خلاف کوئی حرکت نہ کی۔ وہ پلکیں جھپکائے بغیر خلاء میں گھورتا رہا جیسے سچ مچ اندھا ہی ہو۔

اب میں بالکل بے ضرر ہوں جناب۔ اس نے ٹھنڈی سانس لیکر کہا۔ چاہئے مجھے کنوئیں میں دھکیل دیجئے خواہ شادی کر دیجئے۔

جسم سے کھال الگ کر دی جائے گی۔ سمجھے۔

عینک کے بغیر کیسے سمجھے میں آئے گا۔ داڑھی والے نے مایوسی سے کہا۔ اور دفعتاً فیاض کا ہاتھ گھوم گیا لیکن ضروری نہیں تھا کہ وہ اس کے جبرے پر پڑتا سا منہ دیوار تھی۔ بہر حال دوسرا گھونسا اٹھانے کی سکت فیاض میں نہ رہ گئی۔ اس نے بائیں ہاتھ سے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجانی چاہی لیکن عمران نے آگے بڑھ کر گھنٹی کو دوسری طرف

کھسکاتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

اپنی بے عزت نہ کرو واپس کپتان صاحب۔

اس بار فیاض نے اس کی آواز پہچان لی کیونکہ وہ مضوعی آواز میں نہیں بولا تھا۔ فیاض اپنا ہاتھ ملتا ہوا اسے برا بھلا کہنے لگا۔ پھر آنکھیں نکال کر غرایا۔

کہنا پڑتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے کوئی نوالہ حلق میں اٹک جائے یا اگل دو یا نکل جاؤ۔۔۔۔۔ خدا کی قسم کلیجہ خون ہو رہا ہے۔ اپنا کیا شاندار مشاعرہ چھوٹا ہے آج۔۔۔۔۔ طرح پر غزل ہوئی تھی۔ خدا سمجھے اس عمران کے بچے سے۔ یا سمجھ میں نہیں آتا کہ ایکس ٹو اس پر اتنا مہربان کیوں ہو گیا ہے۔

چلتے رہو رکو مت۔۔ ہمیں عمران سے کوئی غرض نہیں ہے۔ جعفری نے برا سامنہ بنا کر کہا۔

ارے اس کی بدولت تو ہم جھک مارتے پھر رہے ہیں  
ختم کرو اس قصے کو۔ تم میرے سامنے اس کا نام بھی نہ لیا کرو۔  
مجھے اس ٹریجڈی کا علم ہے۔ ناشاد نے مغموم لہجے میں کہا۔  
اوہ۔۔۔۔۔ وہ ٹریجڈی، تمہیں کیا معلوم کہ میں اس وقت نشے میں تھا اور نہ اس کی ہڈیاں  
ریزہ ریزہ کر دیتا۔

ٹھیک ہے۔ تم نشے ہی میں رہے ہو گے۔ مجھے خود بھی حیرت تھی میرا خیال ہے کہ وہ تمہارا  
ایک گھونسنہ بھی نہیں سہہ سکتا۔ مگر وہ لومڑیوں کی طرح مکار ہے۔ میں نے یہاں تک سنا ہے کہ  
اس پر پے در پے فائر کرتے جاؤ اور وہ بندروں کی طرح اچھل کود کر خود کو بچائے جائے گا۔  
بکواس ہے۔ لوگ خواہ مخواہ رائی کا پر بت بنا دیتے ہیں۔  
ٹھیک ہے مجھے بھی اس پر یقین نہیں آتا تھا۔ جولیا البتہ اس کے لئے زمین و آسمان کے

بتانا ہی پڑے گا کہ وہ کون لوگ ہیں۔  
وہ تم بھی ہو سکتے ہو کیپٹن فیاض۔ کیا تم مجھ سے دشمنی نہیں رکھتے۔  
فیاض دانت پیس کر رہ گیا۔ اور عمران دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ تم رکھو وہ کاغذ مگر  
اتنے ذہین نہیں ہو کہ اس کے سہارے مجرموں تک پہنچ سکو۔ اس نے دروازہ کھولا اور باہر چلا  
گیا۔  
چونکہ سیکرٹ سروس کے سارے آدمی قریب قریب مجرموں کی نظر میں آچکے تھے لہذا  
ایکسٹو کے احکام کے مطابق انہیں اپنی اصل شکل و شبہات کیساتھ منظر عام پر آنے کی اجازت  
نہیں تھی۔ اب کیپٹن جعفری کو اپنی شاندار مونچھیں صاف کرنی ہی پڑیں۔ لیکن اسے  
رہ رہ کر عمران پر غصہ آ رہا تھا جس کی وجہ سے بیٹھے بٹھائے خواہ مخواہ ایک نئی مصیبت نازل  
ہو گئی تھی۔

وہ بہت دیر سے ویکسٹن کے چوراہے پر کھڑا سارجنٹ ناشاد کا انتظار کر رہا تھا۔ ان  
دونوں کو ایکسٹو کے حکم سے یہ رات کیفے شبانہ میں گزارنی تھی۔ جو ٹھیک عمران کے فلیٹ کے  
سامنے تھا۔

ناشاد ذرا دیر سے پہنچا اور جعفری اس پر برس پڑا۔  
یا کیا کرتا۔ ناشاد منہ بسور کر بولا۔ شعر کہنے میں اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنا بچہ جننے میں۔  
اے تو تم شعر کہہ رہے تھے۔



کیا تم نے اسے پہچانا تھا۔  
 نہیں۔۔۔ اس نے مجھے پہچانا تھا۔ اور اس بات پر میرا منہ کھل گیا کہ میں پہچان لی  
 گئی۔ اس نے تم دونوں کو بھی پہچان لیا تھا۔  
 نہیں۔۔۔ سار جنت ناشاد نے حیرت سے کہا۔  
 میں جھوٹ نہیں کہہ رہی۔  
 اب وہ کس چکر میں ہے۔ جعفری نے پوچھا۔  
 آج اس پر فائر کیا گیا تھا، اس وقت کیپٹن فیاض بھی اس کے فلیٹ میں موجود تھا۔  
 پھر کیا ہوا۔  
 پھر کچھ بھی نہیں حالانکہ کیپٹن فیاض نے اس عمارت کی تلاشی بھی لے ڈالی جس سے فائر  
 کیا گیا تھا۔  
 آخر وہ فی الحال اس شہر ہی سے کیوں نہیں چلا جاتا۔  
 میں خود بھی نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کس قسم کا آدمی ہے۔ آدمی ہے بھی یا نہیں۔۔۔ وہ کہہ رہا تھا  
 کہ رات اپنے فلیٹ ہی میں بسر کرے گا اور صبح تک سوتا رہے گا۔  
 چند لمحے خاموشی رہی پھر جعفری نے پوچھا۔ ایکس ڈو کا کوئی نیا بیغام۔  
 نہیں۔۔۔ فی الحال کوئی نیا بیغام نہیں ہے۔  
 بڑی مصیبت ہے۔ ناشاد جھٹک کر بولا۔ وہ رات بھر یہیں سوئے گا۔ صبح آٹھ بجے اٹھے

وہ ایک ادھیڑ عمر کی یورپین عورت کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ ایک بھوری داڑھی والے  
 کیساتھ بیٹھی ہوئی کافی پی رہی تھی۔ داڑھی والے کی آنکھوں پر سیاہ عینک تھی۔ ناشاد نے بھی  
 انہیں دیکھا اور بولا۔  
 یہ جو لیا ہی ہے۔ میں اسے پہلے بھی اسی میک اپ میں دیکھ چکا ہوں۔ مگر یہ آدمی اپنوں  
 میں سے تو نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم میں سے کوئی بھی بھوری داڑھی والا نہیں ہے۔  
 ہو سکتا ہے کہ وہ انہیں لوگوں میں سے کسی کو پھانس رہی ہو۔ جعفری بولا۔  
 ممکن ہے۔ مگر کہیں خود نہ پھنس جائے۔  
 ہمیں ہوشیار رہنا چاہئے۔ جعفری بولا۔  
 کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر ناشاد نے پوچھا۔ آخر وہ کاغذات ہیں کہا۔  
 جہنم میں۔۔۔ جعفری برا سامنہ بنا کر بولا۔ مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔  
 انہوں نے دیکھا کہ بھوری داڑھی والا دفعتاً اٹھا اور باہر نکل گیا۔ جولیا ان دونوں کی طرف  
 دیکھ کر مسکرائی چند لمحے وہیں بیٹھی رہی پھر اٹھ کر ان کی میز پر آ گئی۔  
 کون تھا۔ ناشاد نے پوچھا۔  
 عمران۔  
 کیا۔۔۔ جعفری حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔  
 ہاں۔۔۔ عمران تھا۔ وہ اس بات پر خفا ہے کہ ہم لوگ اس کے پیچھے کیوں لگ گئے ہیں۔

وہ پاگل ہے۔ تمہیں اس پر یقین ہونا چاہئے۔ ناشاد بولا۔ میں اسے صحیح الدماغ نہیں سمجھتا۔

جولیا کچھ نہ بولی۔ اس کی آنکھوں میں الجھن جا نک رہی تھی۔

عمران جولیا کی میز سے اس طرح اٹھا تھا جیسے کرسی نے ڈنک مار دیا ہو۔ غالباً اس نے اپنا جملہ بھی ادھورا چھوڑا تھا۔ بات دراصل یہ تھی کہ اسے سڑک پر پھر وہی اندھا فقیر نظر آ گیا تھا۔ جس نے شام کو ایک انوکھے طریقے پر اپنا بیغام کسی کے لئے پہنچانا چاہا تھا۔ عمران نے اسے ٹھیک اپنی کھڑکی کے نیچے کھڑے دیکھا۔ غالباً اس نے کسی کو اشارہ بھی کیا تھا پھر عمران نے یہ بھی محسوس کیا کہ اب وہ وہاں سے کھسک جانا چاہتا ہے۔ وہ کیفے شبانہ سے نکل کر فٹ پاتھ پر آ گیا۔ فقیر ایک طرف چل پڑا تھا۔ عمران سڑک کے دوسرے کنارے کی طرف جانے کی بجائے اس کنارے پر چلتا رہا۔ فقیر چوراہے پر پہنچ کر سڑک پر مڑ گیا۔ اب یہ تعاقب اس طرح نہیں جاری رہ سکتا تھا۔ مجبوراً عمران کو اس کے پیچھے ہی چلنا پڑا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ممکن ہے اسی وقت تھریسیا تک رسائے ہو جائے۔ اندھا آنکھ والوں کی طرح چلتا رہا۔ فٹ پاتھ پر خاصی بھیڑ تھی لیکن وہ کسی سے ٹکرائے بغیر آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بد وضع سی لکڑی تھی۔

عمران اس سے تقریباً سو قدم کے فاصلے پر چل رہا تھا۔ سلمان روڈ سے وہ جعفری اسٹریٹ میں مڑ گیا۔ یہاں بھیڑ کم تھی اور ٹریفک کا شور نہ ہونے کی بناء پر فضا پر سکون تھی۔ روشنی

گا اور ہم رات بھر یہاں بیٹھے جھک مارتے رہیں گے۔  
جولیا کچھ نہ بولی۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہی پھر اس نے کہا۔ میرے ذہن میں ایک سوال اکثر بری طرح چھبنے لگتا ہے۔

کیسا سوال۔ ناشاد بولا۔

کیا عمران ایکسٹو ہے۔

عمران تو امریکہ کا صدر بھی ہو سکتا ہے۔ جعفری نے برا سامنہ بنا کر کہا۔  
نہیں سنجیدگی سے سوچو۔

سنسان جنگلوں کا اندھیرا اکثر گدھے کو بھی شیر بنا کر پیش کر دیتا ہے۔ عمران اور ایکسٹو ایک احمقانہ خیال ہے۔ اس جیسے لالبا لی اور کریک آدمی کو اتنی ذمہ داری کبھی نہیں سونپی جاسکتی۔ وہ بات اور ہے کبھی کبھی سرکاری محکمے اس کا تعاون حاصل کر لیں۔ ایک بار محکمہ سر اعرسانی میں اسے ملازمت بھی تول چکی ہے مگر وہ کتنے دنوں تک قائم رہی تھی۔ کیا اس نے کوئی کیس بگاڑا تھا۔ غیر سنجیدہ آدمی اس قسم کے عہدوں کے قابل سمجھے ہی نہیں جاتے۔  
ٹھیک ہے۔ جولیا سر ہلا کر بولی۔ مگر پھر یہ ایکسٹو کون ہے۔

ہوگا کوئی۔ جعفری نے بیہروائی سے کہا۔ میں اس کے متعلق کبھی نہیں سوچتا۔

مگر یہ عمران۔۔۔۔۔ جولیا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ ایسا نڈر آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔



ہو جہاں اس کی دانست میں عمران اپنا بچاؤ نہ کر سکے۔

اس سڑک پر اس وقت شاید یہی چار آدمی چل رہے تھے۔ کسی پانچویں کا دور دور تک پتا نہیں تھا۔ یہ ایک لمبی دوڑ ثابت ہوئی۔ بندرگاہ تک پیدل ہی آنا پڑا۔ اندھا یہاں ایک گھٹیا سے شراب خانے میں جا گھسا۔ اس کے پیچھے ہی وہ دونوں بھی داخل ہوئے۔ عمران باہر ہی رہ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا اندر جائے یا نہ جائے۔

اس شراب خانے کا مالک ہالینڈ کا باشندہ تھا۔ یہاں زیادہ تو غیر ملکی جہازرانوں کی بھیڑ رہتی تھی۔ اسے قمار خانہ بھی کہا جاسکتا کیونکہ یہاں کئی طرح کا جوا ہوتا تھا۔ ہندسوں کے دائرے میں سوئی گھومتی

اور ہندسوں پر داؤ لگائے جاتے۔ پانسے پھینکے جاتے اور خراب عورتوں کی مختلف بے حیائیوں پر شرطیں لگتیں۔

عمران تھوری ڈیر تک باہر کھڑا رہا۔ وہ حالات کا اندازہ کرنا چاہتا تھا لیکن جلد ہی اس کے اس خیال کی تردید ہو گئی کہ اندھے کو تعاقب کا علم نہ تھا۔ اگر اسے علم ہوتا تو اب تک عمران کے خلاف کوئی نہ کوئی کارروائی ہو چکی ہوتی۔ یہ علاقہ بھی ایسا ہی تھا کہ یہاں دن دھاڑے لوگ لٹ جاتے تھے۔

عمران نے اپنی داڑھی میں تھوڑی سی بیڑ تیلی پیدا کی، بال بکھرائے اور کوٹ کے کالر کھڑا کرتا ہوا شراب خانے میں داخل ہو گیا وہ شراب نہیں پیتا تھا لیکن وہاں جا کر اس نے بیڑ کا

بھی کچھ اتنی زیادہ نہیں تھی۔ عمران اس کی لکڑی کی کھٹ کھٹ سنتا رہا۔ جعفری اسٹریٹ سے نکل کر اس کا رخ بندرگاہ کی طرف جانے والے راستے کی طرف ہو گیا۔ یہاں اکا دکا راہگیر نظر آ رہے تھے۔

وہ چند لمحے کے لئے رکا اور اس طرح سر اٹھایا۔ جیسے اونٹ اپنی تھوٹھنی اٹھا کر ہوا میں موسم کی تبدیلی کے اثرات سونگھتا ہے۔ عمران ایک لیمپ پوسٹ کی آڑ میں ہو گیا۔ اس نے فقیر کو پنچے کے بل اوپر اٹھتے دیکھا اور اب یہ بات اس کی سمجھ میں آئی کہ وہ ایک مکان کی کھڑکی میں جھانکنے کی کوشش کر رہا ہے۔

اس نے سیٹی کی ہلکی سی آواز سنی اور فقیر کو پھر قدم بڑھاتے دیکھا۔ وہ بندرگاہ والی سڑک پر چل رہا تھا۔

عمران پھر تعاقب شروع کرنے ہی والا تھا کہ اس نے اس مکان کا دروازہ کھلتے دیکھا جس کی کھڑکی میں اندھا فقیر جھانک رہا تھا۔

دہ آدمی باہر آئے جن کے جسموں پر لمبے لمبے کوٹ تھے اور کالر کانوں تک اٹھے ہوئے تھے۔ وہ لوگ بھی اندھے کے پیچھے چل پڑے۔ لکڑی کی کھٹ کھٹ سناٹے میں گونج رہی تھی۔ اندھے کی تیز رفتاری پر عمران کو حیرت ہونے لگی۔

وہ بھی ان کے پیچھے چلتا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں یہ اندھا اسے پھانسنے کی کوشش تو نہیں کر رہا۔ ممکن ہے اس نے اسے پہچان لیا ہو اور اپنے ساتھ لگا کر کسی ایسی جگہ لے جانا چاہتا



انگریزی ہیں آتی۔ خیر لیکن یہ بتاؤ میرا کام بھی ہوا یا نہیں۔۔۔ میں صرف اپنے علم کی سچائی پر کھنا چاہتا ہوں ورنہ ظاہر ہے ہمیں تمہارے محکمے یا اس کی چیزوں سے کیا سروکار ہو سکتا ہے۔ چونکہ اس سوٹ کیس کا

کاچڑا ایک ایسے جانور کا ہے جو مرتخ ستارے کے زیر اثر سمجھا جاتا ہے۔ مرتخ۔۔۔ تم سمجھتے ہونا۔۔۔۔۔ ایک خونی ستارہ۔۔۔۔۔ ایک قاہر دیوتا۔۔۔۔۔ تم زہرہ اور مرتخ دونوں کے زیر اثر ہو اگر مرتخ کو اس زمانے میں کوئی نقصان پہنچا سکو تو تمہیں زہرہ سے فائدہ پہنچے گا۔

وہ خاموش ہو گیا۔ کلرک کے ہونٹ ہلے اور اس نے کہا۔ جی ہاں ایک سوٹ کیس میری نظر سے گزر چکا ہے۔ اس پر ٹی بی لکھا ہوا تھا اور حرف بی پر چھوٹا سا تین کا ہندسہ تھا۔ اگر اس سوٹ کیس پر تمہاری نظر پڑ چکی ہے تو تم یقیناً ترقی کرو گے میری یہ بات پتھر کی لکیر ہے وہ شاید اب بھی وہیں ہو جہاں تم نے اسے دیکھا تھا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ تم ابھی تک اس کی وجہ سے ترقی نہ کر سکے اور اس کی وجہ سے ترقی کرو گے۔ چیزوں کی نقل و حرکت سے مقامات بدلتے رہتے ہیں جب وہ ایک خاص مقام پر پہنچے گا تو تم حیرت انگیز طور پر اوپر اٹھو گے۔

میں یہ نہیں جانتا کہ وہ اب کہاں ہے۔  
خیر جب ترقی کرو تو یہی سمجھنا کہ اب وہ کسی مناسب مقام پر پہنچ گیا ہے۔ جس سے

ایک جگہ طلب کیا اور اسے سامنے رکھے بیٹھا سگریٹ پیتا رہا۔ اندھا اور اس کے دونوں ساتھی قریب ہی ایک میز پر بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ گفتگو انگریزی میں ہو رہی تھی مگر وہ کچھ اتنی آہستگی سے بول رہے تھے کہ مفہوم سمجھنا مشکل تھا۔ کچھ دیر بعد اندھا کے میز کے گرد پانچ آدمی نظر آنے لگے۔

عمران کچھ ایسے انداز میں بیٹھا تھا جیسے ساری دنیا سے بیزار بیٹھا ہو۔ البتہ وہ سگریٹ پر سگریٹ پھونک رہا تھا۔ بیڑ کا جگہ جوں کا توں اس کے سامنے رکھا رہا۔ یہاں کوئی کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا۔ سب اپنی اپنی دھن میں مست تھے۔

دفعۃً عمران کو سنبھل کر بیٹھ جانا پڑا۔ ایک ایسا ہی آدمی شراب خانے میں داخل ہوا۔ اس نے اسے اندھے کی میز کی طرف جاتے دیکھا۔ یہ دفتر خارجہ کا ایک کلرک تھا۔ عمران اسے اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس کے لئے فوراً ایک کرسی خالی کر دی گئی۔ ایک آدمی اٹھ گیا۔ اندھے نے ہنس کر اس کی خیریت دریافت کی اور اس انداز میں گفتگو کرتا رہا جیسے وہ کوئی اس کا بزرگ ہو۔ کلرک کا رویہ نیاز مندانہ تھا۔

اب گفتگو ذرا کچھ اونچی آواز میں ہو رہی تھی کیونکہ وہ کلرک تھوڑا سا بہرہ بھی تھا۔ میں تمہارا مستقبل سنوا سکتا ہوں۔ اندھا اس سے کہہ رہا تھا۔ اگلے سال تک تم اپنے محکمے کی طرف سے سمندر پار بھیجے جاؤ گے اور تمہارا عہدہ بڑھ جائے گا۔ کل رات میں نے یہ بات تمہاری جنم کنڈلی سے معلوم کی ہے مگر جس نے بھی جنم کنڈلی کا ترجمہ انگریزی میں کیا ہے اسے

خیر اکثر ایسا بھی ہو جاتا ہے۔ اندھے نے کہا پھر ایک آدمی سے بولا۔ انھیں ان کے گھر پہنچا دو۔

اب وہ اندھا نہیں معلوم ہو رہا تھا۔ آنکھوں کی ویرانی بھی باقی نہیں رہی تھی۔ عمران نے کلرک کو جاتے دیکھا۔ وہ اندھے کے ساتھیوں میں سے ایک کے سہارے چل رہا تھا۔ اس وقت عمران الجھن میں پڑ گیا کہ وہ ان دونوں کے پیچے جائے یا وہیں بیٹھے۔ یقیناً اس شراب میں کچھ ملایا گیا تھا اور اسی وقت جب اندھے نے اس پر ہاتھ رکھا تھا۔ ایسی صورت میں یہ ضروری تھا کہ ان دونوں پر نظر رکھی جاتی۔ دوسری طرف سے اسے توقع تھی کہ اگر اس نے اندھے کا تعاقب جاری رکھا تو ممکن ہے تھیرسیا کے ٹھکانے کا پتا لگ جائے۔ اسے دراصل تھیرسیا اور الفانسے ہی پر ہاتھ ڈالنا تھا۔ اس نے کلرک کے تعاقب کا ارادہ ترک کر دیا۔ ویسے وہ سوچ رہا تھا کہ اس کا ایک ہی مقصد ہو سکتا ہے۔ کلرک کی جگہ اپنے کسی آدمی کو محکمہ خارجہ کے دفتر تک پہنچانا تھا۔

اس وقت کی گفتگو نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ انھیں کاغذات کے متعلق صحیح اطلاعات مل چکی ہیں۔ یعنی وہ اب محکمہ خارجہ کی تحویل میں ہیں مگر پھر تنویر کے گھر پر ان لوگوں نے جولیا سے کیوں پوچھ گچھ کی تھی اور اس کے اس بیان کو باور کیوں کر لیا تھا کہ وہ بھی انھیں کی طرح غیر قانونی حرکتیں کرنے والی ایک گروہ سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ اس پر غور کرتا رہا۔ اور پھر اس نتیجے پر پہنچا ممکن ہے وہ اسے محض ایک غیر مصدقہ خبر سمجھے ہوں کہ کاغذات محکمہ خارجہ تک پہنچ

تمہارے ستاروں کو بھی مناسبت ہوگی۔

عمران بیٹھا دانت پیتا رہا۔ ویسے اسے اطمینان تھا کہ اس سوٹ کیس تک ان کے فرشتے بھی نہیں پہنچ سکتے مگر سوٹ کیس کی بات کیوں۔۔۔ ضروری نہیں کہ وہ کاغذات ہمیشہ سوٹ کیس ہی میں رکھے رہیں۔ وہ دوسری جگہ بھی منتقل ہو سکتے ہیں پھر کیا اس سوٹ کیس کی بھی کوئی اہمیت ہے۔ کلرک کے لئے کوئی شراب منگوا لی گئی۔ وہ پہلے تو نہیں نہیں کرتا رہا پھر اس انداز میں پینے لگا جیسے کسی مقدس آدمی کے ہاتھوں کوئی تبرک نصیب ہوا ہو اور وہ شراب اسے دی بھی گئی ہو۔ اسی دوران میں گلاس لبریز ہو جانے پر اندھے نے اس پر ہاتھ رکھا تھا۔ کلرک نے گلاس خالی کر کے میز پر رکھ دیا اور بار بار اپنے چہرے سے پسینہ پونچھنے لگا۔ عمران اسے دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ سردی کافی تھی اس کے باوجود بھی اس کے چہرے پر بڑی بڑی بوندیں پھوٹ رہی تھیں۔ وہ تھوڑی دیر تک سیدھا سا بیٹھا رہا۔ پھر کرسی کی پشت سے ٹک کر آنکھیں بند کر لیں۔

کیا ہوا۔ اندھے نے پوچھا۔ کیا تم نے پہلی بار شراب پی ہے۔

نہیں جناب۔ اکثر پیتا ہوں۔ مم۔۔۔۔۔ مگر۔۔۔ اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ پتا نہیں کیوں طبیعت کچھ خراب سی ہوتی جا رہی ہے۔

اوہ تمہیں گھر بھجوا دیا جائے کیا۔

جی میں بھی کچھ ایسا ہی محسوس کر رہا ہوں کہ تنہا گھر نہیں پہنچ سکوں

گا۔ پتا نہیں کیا ہو گیا ہے۔

دفعۃً عمران نے تاروں کی مدھم روشنی میں اندھے کو رکھ دیکھا۔ عمران بڑی تیزی سے بیٹھ گیا۔ اس نے محسوس کیا تھا کہ اندھا اس کی طرف مڑ رہا ہے۔ ہوسکتا تھا کہ اب اسے اس کا علم ہو گیا ہو کہ اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ عمران کا اندازہ صحیح نکلا۔ اندھا برق کی سی سرعت سے اس کی طرف جھپٹا تھا مگر اس کی لکڑی زمین پر پڑی۔ ویسے اگر عمران کے سر پر پڑی ہوتی تو وہ قیامت تک زمین سے نہ اٹھ سکتا تھا۔ لکڑی کے زمین پر پڑنے سے جو آواز پیدا ہوئی تھی وہ یہی بتاتی تھی وہ یقیناً کسی دھات کی وزنی سی چھڑی تھی۔ عمران مقابلے کے لئے تیار ہو چکا تھا۔ پھر ایسا معلوم ہونے لگا جیسے کسی ویرانے کے اندھیرے میں دو خونخوار چیتے لڑ پڑے ہوں۔

تھڈ تھڈ اندھے کی چھڑی زمین سے لگ لگ کر آوازیں پیدا کرتی رہی۔ عمران خود کو بچا رہا تھا۔ اسے ابھی تک جوابی حملے کا موقع نہیں ملا تھا۔ ایک بار چھڑی اس کے ہاتھ میں آ ہی گئی۔ وہ کوشش کرنے لگا کہ اسے اندھے کے ہاتھوں سے نکال لے۔ وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا لیکن اندھے نے اس کا موقع نہیں دیا کہ وہ اسے اس پر استعمال کر سکتا۔

چھڑی زمین پر گر گئی اور وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹ پڑے۔ اندھا بلاشبہ بہت طاقتور تھا۔ عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کسی فولاد کے مجسمے سے بھڑ گیا ہو۔

وہ دونوں خاموشی سے لڑ رہے تھے۔ تاروں کی مدھم سی روشنی میں وہ عجیب لگ رہے تھے۔ تھوڑی دور ساحل سے لہریں ٹکرائیں ہلکی ہلکی سی آوازیں پیدا کر رہی تھیں۔ کشتیاں یہاں

چکے ہیں۔ کلرک سے اندھے نے جو گفتگو کی تھی اس سے بھی یہی ثابت ہوتا تھا مگر اس غیر مصدقہ خبر کی تصدیق ہو گئی تھی۔

وہ غالباً بہت پہلے سے اس کلرک کو شیشے میں اتارنے کی کوشش کر رہا تھا اور اسے ڈھپ پر لے آنے کے لئے وہی پرانی چال چلی گئی تھی یعنی نجوم۔۔۔ اس کے سہارے تھریسیا نے بھی ان کاغذات تک پہنچنے کی کوشش کی تھی۔

کیا یہ اندھا ہی الفانسے ہے۔ یک بیک عمران نے خود سے سوال کیا لیکن اسے اس کا فیصلہ کرنے کی مہلت نہیں مل سکی کیونکہ اندھا اپنی کرسی سے اٹھ گیا تھا لیکن اس کے ساتھی بدستور بیٹھے رہے۔

اس کے بعد عمران شراب خانے سے نکلا۔ احتیاطاً اس نے مڑ کر دیکھا کہیں اس کا کوئی ساتھی تو اس کے پیچھے نہیں آ رہا۔ وہ اب بھی اس شہبے میں مبتلا تھا کہ اندھا اس کی موجودگی سے واقف ہے

اور اسے دھوکا دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن عمران کو اس کا کوئی ساتھ شراب خانے کے باہر نہیں نظر آیا۔ وہ سب اندر ہی رہ گئے تھے۔

عمران چلتا رہا۔ اندھا اب ساحل کے اس حصے کی طرف جا رہا تھا جہاں بار برداری اور ماہی گیری کی کشتیاں رہا کرتی تھیں۔ یہاں دور دور تک سناتا تھا۔ پورا گھاٹ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔

شراب خانے سے لے جایا گیا تھا۔ لیکن وہ آج دفتر ہی نہیں آیا تھا۔ تفتیش کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کی تین دن کی درخواست آئی تھی جس سے میڈیکل سرٹیفکیٹ بھی منسلک تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ انھوں نے اپنی اسکیم بدل دی۔ غالباً یہ بھی ٹکراؤ کا نتیجہ تھا اگر اندھا آگے نکل جانے میں کامیاب نہ ہو گیا ہوتا تو اس وقت اس کلرک کی بجائے یہاں ان کا کوئی آدمی ضرور ہوتا۔

اس کا دوسرا مطلب یہ بھی تھا کہ اندھا غرق نہیں ہوا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تیرتا ہوا کشتیوں کی طرف نکل گیا ہو۔

عمران کافی دیر تک اس کے متعلق غور کرتا رہا۔ پھر اس ہوٹل کی طرف چل پڑا جہاں جولیا نافٹرواٹر کا قیام تھا۔

وہ اپنے کمرے میں موجود تھی۔

کیوں کیا ہوا۔ جولیا طنزیہ انداز میں مسکرائی۔ آخر بھاگنا پڑا ہماری ہی طرف۔۔۔ تمھاری زندگی اس وقت ریوالور کی نال پر رکھی ہوئے ہے۔

یہ سب کچھ اسی ٹو ایکس کی بدولت ہوا۔ اس وقت میرے ذہن کا یہ حال ہے کہ مجھے اپنی خالہ کا نام یاد نہیں آ رہا۔

جولیا ہنسنے لگی۔ پھر بولی۔ ایکسٹوائٹو نہیں ہے۔ ذہنی طور پر اسے آدمی کی بجائے دیوتا سمجھنا چاہئے کیونکہ وہ تم جیسے اوٹ پٹانگ آدمی سے بھی کام لے لیتا ہے۔

سے کافی فاصلے پر تھیں ورنہ ادھر ہی سے کچھ نہ کچھ لوگ دوڑ پڑتے۔

اندھا کسی چیز سے ٹھوکر کھا کر لڑکھڑایا اور عمران اس پر چھا گیا۔ اس نے اسے اپنے بازوؤں میں اس طرح جکڑ لیا تھا کہ اس کا سر اس کی ذہنی بغل کے نیچے ٹک گیا پھر وہ اس کا سر زمین سے لگا دینے کی کوشش کرنے لگا۔ اندھا جھکتا جا رہا تھا لیکن شاید یہ چھلاوا ہی تھا کیونکہ یک بیک وہ بڑے زور سے تڑپا اور عمران کی گرفت سے نکل کر پانچ چھٹ کے فاصلے پر جا گرا۔

عمران نے اس پر چھلانگ لگائی لیکن وہ سائے کی طرح

اس کے نیچے سے نکل گیا۔ عمران زمین پر گرا۔ اندھا ساحل کی طرف دوڑ رہا تھا۔ عمران بڑی پھرتی سے اٹھ کر اس کی طرف بھاگا لیکن ابھی وہ دور ہی تھا کہ اس نے کسی وزنی چیز کے پانی میں گرنے کی آواز سنی۔

اندھے نے سمندر میں چھلانگ لگا دی تھی۔ عمران کنارے تک آیا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نیچے پانی میں دیکھتا رہا۔ لیکن کچھ بھائی نہ دیا۔ لہریں سست روی سے ساحل کو چھوتی رہیں۔ پندرہ منٹ بعد جب وہ واپس ہو رہا تھا تو کسی چیز سے ٹھوکر کھا کر لڑکھڑایا اور وہ چیز زمین پر گری۔ عمران نے اسے جھک کر اٹھا لیا۔ یہ اندھے کی چھڑی تھی جس کا وزن کم از کم دس سیر ضرور رہا ہوگا۔ وہ کسی دھات ہی کی تھی۔ جو غالباً ایک پتھر سے ٹکی ہوئی پڑی تھی اور عمران اس سے ٹھوکر کھا کر گرتے گرتے بچا تھا۔

دوسرے دن عمران نے وزارتِ خارجہ کے دفتر میں اس کلرک کو چیک کیا۔ جو پچھلی رات

جی نہیں۔۔۔

اور اینڈ آل۔ عمران نے کہا اور ٹراسمیٹر جیب میں ڈال لیا۔ غسل خانے سے باہر آ کر وہ جولیا کے بستر پر جوتوں سمیت دراز ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد جولیا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ عمران اس طرح چونک پڑا جیسے اونگھتا رہا پھر اس نے بڑی بے پروائی سے کروٹ بدلی۔

ارے تم بستر خراب کر رہے ہو میرا۔ جولیا نے جھنجھلا کر کہا۔

بھاگ جاؤ ورنہ میں چوکیدار کو بلاتا ہوں۔ عمران نے اس طرح کہا جیسے نیند میں بڑبڑایا ہو۔

اٹھو نکلو یہاں سے۔

بجلی بجھا کر تم بھی سو جاؤ۔ باہر بارش ہو رہی ہے۔

میں پانی کی بالٹی الٹ دوں گی تم پر، ورنہ اٹھ بیٹھو شرافت سے۔

کہیں چین نہیں ہے۔ عمران کراہ کراٹھ بیٹھا

بس اب چپ چاپ چلے جاؤ یہاں سے۔

کیوں ابھی کچھ دیر پہلے تو تم بہت ہمدردی سے پیش آئی تھیں۔ عمران مضحل آواز میں

بولا۔

اب جاؤ بھی، میرا اور اپنا وقت نہ برباد کرو۔

سنو میری بات سنو۔۔۔۔۔ بتاؤ وہ کاغذات کہاں ہیں۔

میں نہیں جانتی۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اگر تم نے کاغذات کا نام بھی لیا تو فنا کر دیے جاؤ گے۔ اس صورت میں ایکسٹو ذرا برابر

شہر ہیجان میں مبتلا ہو جائے گا۔

شہر کیوں ہیجان میں مبتلا ہو جائے گا۔

ان کے نام پر جرائم کی بھرمار ہو جائے گی۔ چھوٹے چھوٹے جرم بھی انہی کے نام سے ہونے لگے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ چھوٹے موٹے جرم نہیں کرتے۔

لیکن اس مستقل طور پر نظر رکھنا بہت مشکل کام ہے جناب۔ کبھی کبھی وہ چھلاوے کی طرح نظروں سے غائب ہو جاتا ہے۔

تمہیں شرم آنی چاہئے اپنی ناکردگی پر، گویا وہ کوئی جن ہے۔۔۔۔۔ کہ نظروں سے غائب ہو جاتا ہے۔ دیکھو اپنی آنکھیں کھلی رکھو ورنہ ایک ایک سے جواب طلب کروں گا۔ اسے جانے دو۔ جہاں وہ جانا چاہتا ہو۔ تمہارے دو آدمیوں کو ہر وقت اس کے ساتھ رہنا چاہئے۔

بہت بہتر جناب۔ ہاں وہ کہہ رہا تھا کہ اسے چمڑے کا وہ سوٹ کیس چاہئے۔ غالباً آپ سمجھ گئے ہونگے۔

ہاں میں سمجھ گیا ہوں۔۔۔۔۔ خبردار اسے اس کی ہوا بھی نہ لگنے دی جائے۔ اس سے گفتگو کرتے وقت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ اور کچھ کہنا ہے تمہیں۔

Released on 2008

Page 35



اس نے کچھ سنا ہی نہ ہو۔ اس کے ہونٹ اس طرح ہی ہلتے رہے اور انکھیں اس طرح ہی چھت کو گھورتی رہی۔

زرا دیکھئے۔ عورت مغموں لہجے میں بولی۔

آپ کسے اچھے ڈکتر کو دکھائیں ہو سکتا ہے کہ یہ ٹھیک ہو جائیں۔

کچھ دیر میں اسے قسم کی گفتگو کرتا رہا۔ پھر وہاں سے نکل آیا میری فکر اس لئے زیادہ بڑھ گئی تھی کیونکہ پتا چلا تھا کہ اندھے کے ساتھ کچھلی رات دو آدمی تھی۔

اس کا شبہ درست نکلا۔ گریٹا غالباً اسی عمارت میں رہتی تھی جس سے دو آدمی نکل کر اندھے کے پیچھے گئے تھے۔ عمران اب ان لوگوں سے بڑھ ہی جان چاہتا تھا۔ وہ جتنی جلدی تھریسیا کے اور الفا کے قانون کے حوالے کر سکتا تھا ہی اچھا تھا۔

وہ اسے عمارت کے سامنے کھڑا اپنا لائحہ عمل مرتب کر رہا تھا۔ لیکن وہ اس وقت ایسی حالت میں نہیں تھا کہ کسی سے مل سکے اس لئے واپس ہوا۔

000

کچھ دیوبند اس کے گیراج کے سامنے پہنچا جہاں اس کی کار رہا کرتی تھی۔ گیراج کھجول کر اندر یا دروازہ بند کر کے اندر آہا گاڑی کی ڈکی کھولی اس میں ایک سوٹ کیس تھا اس نے اسے بڑیا احتیاط سے اسے باہر نکال کچھ آدھے گھنٹے کے بعد جب وہ باہر نکلا تو کلوئی بھی کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی آدمی ہے جو کچھ دیر پہلے گیراج میں ساخل ہوا تھا۔

ایکمہت ہی اہم بات ہے۔ جیکب سے میری دوستی بہت پرانی ہے۔ میں جانتا تھا کہ ایک نہ ایک دن ہی ضرور ہوگا اب میں ان لوگوں کی تلاش میں ہوں جو بھولی بھالی لڑکیوں کو پھانس کر خراب لڑکوں کے پاس پہنچاتے ہیں یہ گریٹا بھی ایسی ہی لوگوں سے تعلق رکھتی ہے نہیں، جیکب تو کہہ رہا تھا کہ وہ ایک معزز عورت ہے وہ اس کے آفس میں کسی کام سے آئی تھی اور وہیں ان کی ملاقات بھی ہوئی تھی

کیا اس لئے آپ جیکب کو دوسری عورتوں کے ساتھ نہیں رکھ سکتیں کچھ نہیں۔ یہ قصہ ختم کچھینے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جیکب کے ساتھ کیا کروں ڈاکٹر کی گفتگو سے لگتا ہے کہ اس کو بیماری سمجھ نہ آئی۔

آپ کسی اچھے ڈاکٹر کو دکھائیں اب میں اجازت چاہوں گا۔ اچھا اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں اسے دیکھ لوں کیا وہ بالکل ہوش مند نہیں ہے۔

اعتراض کیوں ہونے لگا۔ آئیے

وہ اسے ایک کمرے میں لائی۔

جیکب پلنگ پر چپٹ پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ہونٹ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے اس کی آہٹ پر نہ تو وہ چونکا اور نہ ہی اسے دیکھنے کی کوشش کی۔

اسد کی آنکھیں سرخ تھیں اور وہ پلکیں جھپکائے بغیر چھت کو گھور رہا تھا۔

جیکب زرا ادھر دیکھو۔ تمہارے دوست آئے ہیں عورت نے اس سے کہا مگر ایسا لگا جیسا



خود کو قابو میں نہ رکھتا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی ہوتی۔ کیونکہ وہ خود تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا تھی۔

فرق صرف اتنا تھا کہ عمران نے پہلے اسے کبھی سیاہ بالوں میں نہیں دیکھا تھا اب اس کے بال گہرے سیاہ تھے وہ اب میک اپ میں نہیں تھی۔ اور شاید میک اپ کے بغیر ہی گریٹا کی حیثیت سے لوگوں سے متعارف تھی۔ عمران اس کی اس جسارت پر عیش کراٹھا۔

مجھے مسز جیکب مسخ نے بھیجا ہے۔ عمران نے کہا۔

تھریسیا اسے غور سے دیکھ رہی تھی اور عمران یہ سوچ رہا تھا کہ کاش اسے اس مکان میں ساخل ہونے سے پہلے اسے علم ہو جاتا کہ اسی گریٹا کے روپ میں تھریسیا ہی ملے گی۔ مسز جیکب مسخ۔ تھریسیا نے پیشانی پر شکن ڈال کے آہستہ سے دہرایا۔ اس نام سے کان آشنا معلوم ہوتے ہیں کیا آپ وضاحت کر سکتے ہیں۔

وہ اسے برابر گھورے جا رہی تھی۔

عمران پھر سوچنے لگا کاش اس کی آنکھوں پر سیاہ شیشوں کی عینک ہوتی اگر تھریسیا نے پہچان لیا تو مشکل ہو جائے گی۔

وضاحت۔ وہ بھرائی وئی آواز میں بولا۔ وضاحت کس طرح کروں میں ان کا دوست ہو آں۔ میں نہیں جانتا کہ آپ سے ان کے کس قسم کے تعلقات ہیں بہر حال جیکب کی رٹنی حالت کچھلی رات خراب ہو گئی ہے آپ نے شاید اسے نجومی سے ملایا تھا مسز جیکب کا یہی بیان

آس پاس کوئی بھی موجود نہیں تھا اس لئے عمران بے جھجک اندر چلا آیا۔ اس نے اپنی قیام گاہ سے دور اپنا یہ گیراج رکھا تھا ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے اس نے اپنے ہوٹل فون کیا کہ وہ کہیں جا رہا ہے اگلے ہفتے کا کراہی وہ اپنے ٹی ایم او سے روانہ کر دے گا وہ پھر گریٹا کی قیام گاہ کی طرف جا رہا تھا۔ اسے دیکھ کر کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ ہوریشین نہیں ہے۔ اس بار مرحلہ زرا سخت تھا۔

000

ایسے دنوں میں جب کہ وہ لوگ ایک جنم میں یلگھے ہوئے تھے ایک اجنبی سے ملنا ملنا ان کے لئے غیر معمولی حیثیت کا حامل ہو سکتا تھا پھر وہ لوگ ایسے گروہ سے تعلق رکھتے تھے جس کی سربراہ تھریسیا تھی جسے الفا کی حمایت حاصل تھی۔ وہ الفا جسے یورپ کے انتہائی جرائم پیشہ لوگوں میں انتہائی زیرک سمجھا جاتا تھا۔

عمران اس کے مکان سے تھوڑے فاصلے پر رک گیا۔ جہاں آں گریٹا نام کی کوئے عورت رہتی تھی۔ اس نے ایک بار پھر اپنی سکیم کا جائزہ لیا۔ اور عمارت کی طرف چل پڑا۔ گریٹا اندر موجود تھی۔ ملازم نے مسٹر لیڈن رائٹ کا ویسٹنگ کارڈ اندر پہنچا دیا اور پھر آ کر اطلاع دی کہ ملاقات ہو سکے گی۔

عمران کو ایک پرتکلف ڈرائیونگ روم میں پہنچا دیا گیا۔

-- اور کچھ دیر بعد ایک بڑی حسین عورت اس کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی اگر عمران

لیکن اس وقت میرے سینے پچ بٹ پروف نہیں ہے۔ عمران نے قمیض کے بٹن کھول کے سینہ دکھاتے ہوئے کہا۔

تھریسیا اور زیادہ متحیر نظر آنے لگی۔ چند لمحے سکتے کی حالت میں رہی پھر آہستہ سے بولی۔ جاؤ تم یہاں سے چلے جاؤ۔

کیوں

بس یونہی جاؤ ورنہ تمہارا جسم چھلنی ہو جائے گا۔

ہو گز نہیں۔ مجھے بتاؤ وہ سونے کی مہر کہاں ہے۔ جس کا تذکرہ ان کاغذات میں ہے مگر تمہارے سوٹ کیس میں ایسی کوئی مہر نہیں۔

کامی تم سچ مچ مرنا چاہتے ہو۔

اور دوسرا مطالبہ یہ ہے۔ عمران نے اس کی بات پر دھان دیے بغیر کہا۔ کجب مسیح ایک گریب آدمی ہے۔ اس کی بیوی اس کا علاج نہی کر سکتی اسے ایک معقول رقم ملنی چاہیے۔

رقم مل جائے گی۔ تھریسیا نے کہا۔ تم یہاں سے چلے جاؤ۔

مجھے وہ مہر بھی چاہیے۔ ان کے بغیر ان کاگزات کی کوئی قیمت نہیں۔

تھریسیا نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا پھر بی بیکی خاموش ہو گئی۔ اس کی پیشانی پر کچھ لکیریں ابھیں چند لمحوں قائم رہیں اور پھر وہ پہلے کی طرح ہشاش بشاش ہو گئی۔

اس مہر کے بغیر ان کاگزات کا کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔

ہے۔

باس۔ تھریسیا ہاتھ اٹھا کر مسکرائی۔ میں سمجھ گئی۔

پھر اس نے اس انداز سے چاروں طرف دیکھا جیسے آس پاس کسی کی موجودگی پسند نہ کرتی ہو۔ چند لمحے خاموش رہنے کت بعد بولی۔ کیا تمہیں اندازہ تھا کہ میں ہی گریٹا ہوں۔

عمران نے طویل سانس لی آخروہی ہوا جس کا اندیشہ تھا۔ تھریسیا نے اسے آنکھوں سے پہچان لیا آخر تھریسیسا جو ٹھہری۔ وہ عورت جو یورپ کی ساری پولیس کو انگلیوں پر نچاتی رہی تھی۔

بس اسے جگہ دھوکا کھا گیا۔ عمران بولا۔ میں سمجھا تھا کہ گریٹا تمہاری کوئی کار پرواز ہوگی۔

ورنہ تاریک شیشوں کی عینک اب بھی میرے پاس موجود ہے۔

اور تم خائف نہیں ہو۔ تھریسیا نے حیرت سے پوچھا۔

مجھے آج تک خائف ہونے کی فرصت نہیں ملی۔

میرا خیال ہے کہ تمہارے دماغ میں فتور ہے۔

یہی سمجھ لو۔ عمران نے لا پرواہی سے کہا۔ چل؛ وہ بھی اچھا ہے کہ تم سے ملاقات ہو گئی۔

میں تم سے اکارڈین کی قیمت وصول کرواں گا تمہارے ایک آدمی کی حماقت کی وجہ سے سوراخ ہو گیا تھا۔

بہت چالاک ہو ہر وقت بٹ پروف پہنے رہتے ہو۔ تھریسیا نے مسکرا کر کہا۔

چلو میں ان کا تو سوں کی قیمت بھی دینے کو تیار ہوں جو تم نے مجھ پر ضائع کی۔  
تھریسیا اسے گھورتی رہی پھر اس نے آگے بڑھ کر ایک سوئچ بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھا یہا  
ہی تھا کہ عمران اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔

میں کہہ رہا ہوں ناکہ مجھ پر فائر کرو پھر آدمیوں کو بلانے کی کیا ضرورت ہے۔  
تھریسیا نے ہاتھ چھڑانے کی کوشش نہیں کی بلکہ ایک دل فریب مسکرا کر اس کی طرف  
دیکھا۔

تم مجھے بتاؤ کہ تم ہو کای بلا۔ اس نے کہا۔  
میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ عمران نے غصیلی کچے میں کہا۔ تم پندھرویں عورت ہو جس نے  
مجھ سے یہ سوال کیا۔

عورتیں تمہاری طرف بے تحاشا جھکتی ہوں گی مجھے یقین ہے۔ میرے پاس عورت کو  
سیدھا کرنے کا بھی سلیقہ ہے۔ وہ جھکیں گی کیا۔ مجھے وہ مرچا بیٹے۔

مجھے ان کا غزات کی ضرورت ہے۔ تھریسیا نے کہا۔  
اچھی بات ہے۔ عمران نے اس کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا۔ میں جا رہا ہوں۔  
تم اس طرح نہیں جاسکتے۔

پھر اچانک دروازے کے باہر قدموں کی آواز سنائی دی تھریسیا نے کہا۔ عینک لگاؤ  
جلدی۔

اسے لئے مجھے اس کی ضرورت ہے۔ عمران نے سر ہلا کر کہا۔  
تم تھریسیا سے واقف ہو اس کے باوجود بھی اتنے مطمئن نظر آ رہے ہو۔ کیوں۔ کیا اس  
عماقت کو پولیس گھیرے مین لے چکی ہے۔

میرے ساتھ سڑک تک چلو سب کچھ خود ہی دیکھ لوگی۔۔۔  
بس یا نہیں مگر اب یہ ناممکن ہے۔ تھریسیا نے اپنی بلاؤز سے پستول نکالتے ہوئے کہا۔ اگر  
پولیس نے عمارت کو گھیرے میں لے لیا ہے تو تم یہاں سے نہیں بچ سکو گے۔

تم اپنے سارے آدمیوں کو یہاں اس کمرے میں بلا لو۔ انہیں چھ ماہ تک پولیس سے  
بچاؤ کی ٹرینگ دوں گا اور اس عرصے میں ہم دونوں رہنا ناچتے رہیں گے۔  
یہ بغیر آواز کا پستول ہے۔ پہلے تم ختم ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد ہم اطمینان سے پولیس کا  
گھیرہ توڑ لیں گے۔

شروع ہو جاؤ۔ عمران نے بے پروائی سے کہا اور تھریسیا کی آنکھوں میں الجھن کے اچار  
دکھائی دینے لگے۔

فائر کرو۔ عمران نے برا سامنہ بنا کر کہا اس وقت میرے جسم پر ہلڑ پروف نہیں ہے جیسا  
کہ تم دیکھ چکی ہو۔

تھریسیا کا پستول والا ہاتھ جھک گیا تھا اس کی آنکھوں میں کچھ اس قسم کے آثار تھے جیسے  
اسے کچھ کہنے کے لئے الفاظ نہ مل رہے ہوں۔

تھا۔

کلرو بلیک ٹی وی ریپیئر ہاؤس

ملنے کا وقت صبح آٹھ سے نو بجے تک شام چھ بجے کے بعد

اس طرح محمد عظیم نے پارٹ ٹائم ورک نکال کر اپنی آمدنی بھی بڑھائی اور اپنی ٹی وی کے مرمت فیس سے بھی بچ گیا۔ ہو وہ انسان جو اردو پڑھنا جانتا ہو اور ٹیوہ سے دلچسپی رکھتا ہو۔ ٹی وی گائیڈ اور کلر ٹی وی گائیڈ کا مکینک بن سکتا ہے۔

رام کرشن اگر دہلی

باہر کی کیا پوزیشن ہے۔ تھریسیا نے کہا۔

میں سمجھا نہیں مادام۔

میرا خیال ہے عمارت اس وقت پولیس کے نرگے میں ہے۔

سہ خیال کیوں پیدا ہوا مادام۔

تو ہم سے جواب طلب کرتا ہے۔ تھریسیا نے پروقا ر مگر سخت لہجے میں کہا۔

من معافی اہتا ہوں مادام میں آپ کو ابھی سارے ڈورت حال سے آگاہ کرتا ہوں معاف کیجئے۔ اور اس طرح چلتے ہوئی کمرے سے نکل گیا کہ تھریسیا کی طرف اس کی پشت نہ ہوئی۔

کل تک م میری زندگی کی خواہاں تھی پر آج کیا ہوا بمبل بی آف بوہیمیا۔ عمران نے

عمران نے جلدی سے عینک لگالی لیکن وہ تھریسیا کی اس حرکت پر حیرت زدہ ضرور تھا۔ دوسرے ہی لمحے ایک آدمی ان کے کمرے میں داخل ہوا جسے عمران ہزاروں میں بھی پہچان لیتا یہ وہی اندھا تاجہ جس سے اس کا ٹکڑاؤ ہوا تھا۔ لیکن اس وقت اس کی آنکھیں نابینا معلوم ہو رہی تھیں۔ عمران کو دیکھ کر وہ ٹھٹکا اور تھریسیا کی طرف دیکھنے لگا۔

اس نے تھریسیا سے پوچھا۔

مادام آپ سی عرض ہے کہ آپ کو مادام اس وقت باہر جانا تھا۔

دہلی کا واقعہ

محمد عظیم نے ٹی وی خریدا جس کی گارنٹی ایک سال کی تھی ٹی وی بگڑا محمد عظیم نے ٹی وی والوں کو فون کیا انہوں نے ٹی وی وہ درست کر دیا۔

ایک سال بعد خراب ہوا تو اپنی علاقے کے مکینک سے رجوع کرنا پڑا۔ مکینک کو تیس روپے فیس گمع کروائی۔ شام کو مکینک آیا اینٹینا گھمایا اور چلا گیا۔ ٹی وی کام کرتا ہر ایک دو مہینے کے بعد ایسا ہوتا ایک دن محمد عظیم نے اس پر ایک گائیڈ نامی کتاب رکھی ہوئی دیکھی۔ دس روپے میں کریدی پڑھا تو معلوم ہوا کہ 75 ٹیوی کی خرابی اینٹینا کی خرابی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ محمد عظیم نے کلر ٹی وی گائیڈ بھی خرید لیا اسے پوری توجہ سے کئی کئی بار پڑھا جو ٹی وی کو چیک کرنے میں مدد دیتا ہے خرید لیا۔ اپنی ٹی وی پر پہلا کام کیا اور کامیاب رہا۔ پروس کے وگوں کے ٹی وی بھی درست کیے اور خود پر بھروسہ کرنے لاگ ایک دن محمد عظیم کے گھر کے باہر بورڈ لگا

جاتی ہے جس کام اک اس کا دل نا کر راہ ہو۔۔ بہر حال یہ پرانی رسم ابھی جارے ہے کہ سارے کام تھریسیا کی مرضی سے کیے جائیں۔ عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اندھا کمرے میں داخل ہوا۔ مادام یہ گلط ہے کہ عمارت کے گرد پولیس کا حصار ہے۔ کوئی بھی آدمی ایسا نظر نہیں آیا جس پر شبہ کیا جاسکے۔

وہ عمران کچ کن اکھیوں سے گھور رہا تھا۔ دفعتاً عمران نے اسے چونکتے دیکھا جس کی نظریں عمران کے ہاتھوں پر تھیں۔

ماداماس نے بھرائی ہوئی آواز جمیں کہا۔ یہ گستاخی ضرور ہے مگر کیا میں آپ کے متعلق کچھ معلوم کر سکتا ہوں۔ اس نے سر کو جنبش دی اور عمران کی طرف اشارہ کیا۔ مسٹر رائٹ آپ یہاں لاوارث بچوں کے لئے رہائش گاہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ مالی امداد دیندھے نے کہا۔

ہاں انہیں مالی امداد کی ضرورت ہے۔

کیا یہ پہلی بار یہاں تشریف لائے ہیں۔: اندھے نے پوچھا۔

وہ اب بھی عمران کے ہاتھوں کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اوہ عمران اپنی ینگلیوں کو دل ہی دل میں گالیاں دے رہا تھا۔ یہ چھوٹی انگلیاں معمول سے زیادہ بڑے تھیں اور یہ اسے پکڑا سکتیں تھیں۔ اندھے کے اس سوال پہ تھریسیا کی آنکھوں میں الجھن کے آثار نظر آنے لگے۔ بہر حال اس نے جلدی سے کہا۔

پوچھا۔

میں تمہیں مردہ نہیں دیکتا چاہتی یہ الفاہی کی خواہش تھی۔

کیا وہ آدمی الفاہی تھا۔

نہیں، الفاہیہاں نہیں ہے۔

وہ کہاں ہے

یہ سب کچھ معلوم کر کے کیا کرو گے۔

صبر کروں گا۔ عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔ ویسے تم مجھے مردہ کیوں نہیں دیکھنا چاہتی۔

میں تمہیں کسی حد تک پسند کرنے لگی ہوں۔ تھریسیا نے دوسری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اوہو اور الفاہی چاہتا ہے کہ مجھے مار ڈالے۔ ابھی تک تو میں یہی سنتا آیا ہوں کہ تم اپنی گروہ

کی سربراہ ہو۔

کیا تم تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا کی ہسٹری سے واقف نہیں ہو۔

صرف اس حد تک واقف ہوں کہ تھریسیا نام نہن لقب ہے مختلف اوقات میں مختلف

عورتیں استعمال کرتی رہتی ہیں۔

اور الفاہی تھریسیا نے پوچھا۔

اور الفاہی لقب ہے جو مختلف مرد استعمال کرتے ہیں پہلی الفاہی تھریسیا کے گلام ہوتے

تھے پراب وہ اپنا کام اپنی مرضی سے کرتے ہیں تھریسیا اس کام کی اجازت دینے پر بھی مجبارو

کوشش کی عمران کے ہاتھ سے نکلنے والے شعلوں نے اس کے ہاتھ سے ریوالبور نکال دی۔  
 اسچ کے منہ سے ہلکی سی کراہ نکلی اور عمران نے دوسرے دروازے سے چھلانگ لگا دی۔ کیونکہ کہ وہ کئی قدموں کی آواز سن رہا تھا۔

وہ گیا ادھر۔۔۔ عمران نے راہداری سے اس کی آواز سنی۔ عمارت بڑی تھی اور اس میں کئی راہداریاں تھیں۔ وہ کہیں اس چکر میں تھا کہ کسی طرح باہر پہنچ کر اب لوگوں کے باہر نکلنے کی ساری راہداریاں مسدود کر دی۔

لیکن سیمرو جو نیا کھلاڑی معلوم نہیں ہوتا تھا اس نے اسے یہ کرنے کی مہلت نہ دی۔  
 باہر کے سارے دروازے بند کر دئے ممکن وہ اب فائر نہیں کرنا چاہتے تھے۔ ان کی کوشش تھی کہ کسے طرح عمران کو پکڑ لیں۔ وہ عمارت کے ایسے حصے میں تھا جہاں فائر کی آواز پہنچ سکتی تھی۔

لیکن وہ کامی کرتا اس کا ریوالبور اس بھاگ دوڑ میں کہیں نکل چکا تھا۔ وہ نہ ہی باہر والوں کو فائر کر کے متوجہ کرنے کی کوشش کرتا۔

وہ نادستگی میں یہاں پھنسا تھا اور اب اس خطرناک پوزیشن سے باہر نکلنے کی کوشش کرنے لگا کہ کسے طرح یہاں سے نکل جائے۔ وہ شاید سیمرو کے آنے سے پہلے ہی نکل گیا تھا لیکن تھریسیا کے رویے نے اسے الجھا دیا۔ اگر اس نے اسے وہاں سے نکلنے کے لئے مشورہ نہ دیا ہوتا تو وہ وہاں سے نہ نکلتا۔ نہ ہی باہر نکل کر ان کی گرفتاری کی کوشش کرتا۔

ہاں یہ یہاں پہلی بار آئے ہیں۔  
 تب میں درخواست کروں گا کہ یہ اپنی عینک اتار دیں۔  
 یہ کیا مذاق ہی۔ عمران نے کہا۔  
 یہ درخواست تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی اندھے نے زہلیکے لہجے میں کہا اور ریوالبور نکال لی۔

یہ کیا ہے۔ تھریسیا ان کے درمیان آتے ہوئے بولی۔  
 یہ عمران ہے مادام آپ ہٹ جائیے۔  
 تمہیں عمران کا خطبہ ہو گیا ہے۔  
 اس دوران عمران نے بھی جیب سے ریوالبور نکال کر کہا۔  
 ہاں میں عمران ہوں تم دونوں اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔  
 تھریسیا جھلا کر اس کی طرف مڑے اور براسا منہ بناتے ہوئے اسی طرف ہٹ گئی۔  
 عمران نے عینک اتار دی اس وقت اسے صحیح الدماغ نہیں کہا جاسکتا تھا۔  
 ان کے ریوالبور ایک دوسرے کی طرف اٹھے ہوئے تھے اور وہ دونوں ایک ماہر لڑکوں کی طرح ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ رہے تھے۔ دفعتاً سیمرو نے فائر کر دیا گولی نے سامنے کی دیوار کا پلاسٹر پھاڑ دیا۔  
 ادھیڑ دیا۔ پھر سیمرو نے بھی جوابی فائر سے بچنے کے لئے پوزیشن تبدیل کرنے کی



کسی قدر پلکیں اٹھائیں تھریسیسا وہیں کھڑی تھی۔

میں جانتی ہوں کہ تم ہوش میں ہو۔ اس نے کہا۔ تمہیں صحیح الدماغ نہیں کہا جاسکتا۔  
چُپ چاپ آنکھیں بند کئے پرے رہو۔ اب ترمہارا یہاں سے نکلنا دشوار ہے اگر تم نے  
میرے مشورے پر عمل کیا ہوتا۔

ٹھیک اسے وقت کسی کے کمرے میں آنے کی قدموں کی آواز سنائی دی عمران نے  
آنکھیں بند کر لیں اتور اسے طرح پڑا رہا۔ کمرے میں کوئی آیا۔ عمران نے سیسرو کی آواز پہچانے  
جو کہہ رہا تھا۔

اویہ اس طرح آزاد پڑا ہوا ہے۔

میرا خیال ہے کہ اسے قتل نہ کیا جائے۔ تھریسیسا نے کہا۔ جبکہ اس پتہ تشدد کر کے  
کاغزات کت متعلق معلومات حاصل کی جائیں۔

جو آپہ مناسب سمجھیں۔ سیسرو نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ میرا خیال ہے کہ اسے  
کچھلی رات میری لڑائی ہوئی تھی۔

ہو دکتا ہے۔ تھریسیسا بولی۔

پھر چند لمحے عمران نے قدموں کے بوہر جانے اور دروازہ بند ہونے کی آوازیں  
سنی۔ اب وہ کمرے میں تنہا رہ گیا تھا۔

وہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ تھریسیسا اس پرانی کیوں مہربان ہو گئی تھی۔ وہ کوئی  
جنس زدہ آدمی نہیں تھا کہ تھریسیسا کی مہربانی کو عشق سمجھ لیتا وہ اس کی دانست میں کوئے گہرے  
چال چل رہی تھی۔

انہوں نے ایک بڑے کمرے میں عمران کو گھیر لیا وہ تعداد میں کوئی آٹھ تھے۔ وہ پوری  
طرح مسلح تھی ان میں سے پانچ دیسی اور چار گیر ملکی تھے۔

ایک دروازے پر تھریسیسا ساکت کھڑی تھی البتہ سیسرو ان میں نہیں تھا اس کا ہاتھ زخمی و  
گای تھا۔ ممکن ہے کہ وہ اس وقت اس کی ڈرینگ کے چکر میں ہو۔

عمران نے دو کے سر ٹکرائے اور تین کو ٹانگ مار کر اس زرخے سے نکل گیا۔ یہ جدوجہد  
پندرہ منٹ تک جاری رہی لیکن اس دوران عمران ان کے ہاتھ تو نہ آسکا اور نہ ہی اس کمرے  
سے باہر نکل سکا۔ حیرت تھی کہ آخر تھریسیسا نے اپنی بغیر آواز والا پستول استعمال کیوں نہیں  
کیا۔ ساتھ ہی اس نے سوچا کہ کیوں نی تھوڑی دیر ہاتھوں اور پیروں کو آرام کرنے دیا جائے  
یہاں سے نکلنے کی توقع تو ختم ہو چکی ہے۔ وہ لڑتے لڑتے چکرا کر گرا اور اس طرح ظاہر کای  
جیسے غشی طاری ہو گئی ہو۔

ٹھہرو۔ اس نے تھریسیسا کی نرم آواز سنی۔ اسے یہاں رہنے دو اور سیسرو کی مدد کرو وہ زخمی  
ہے۔

عم، ران نے چند لمحے جاتے ہوئے قدموں کی آوازیں اور آنکھیں بند کیے پڑا رہا۔ پھر

پھر کای کیا جسے دو گھنٹے تو ہو گئے۔

اس عمارت کے مکینوں کے متعلق معلومات حاصل کرنی چاہیے ہو سکتا ہے وہ کسی مصیبت من پھنس گیا ہو اور وہ تو کھڑکی ست چھلانگ لگانے کا عادی ہے۔

اچھا ناشاد بے کہا تم معلومات حاصل کرو من یہیں انتظار کرتا ہوں۔

ناشاد وہاں کھڑے گزرتے ٹکرا اور گاڑیوں کو نوٹ کرتا رہا اور کچھ دیر بعد تنویر واپس آ گیا۔

یہاں گریٹا نامی ایک یوریشن طوائف رہتی ہے۔ تنویر نے کہا۔ پتہ نہیں یہ یوریشن طوائفیں کیسی ہوتی ہیں۔ اور وہ اس طرح زبان چلانے لاگ جکیسے کسی اندیکھی چیز کا زائقہ محسوس کر رہا ہو۔

وہ اس لئے اندر شیج نہ گای ہوگا کہ وہاں ایک چوائف رہتی ہے۔ تنویر نے کہا۔

جبکہ وہ طوائف کی ماں کے چکر من ہوگا۔ ناشاد نے برا سامنہ بنا کر کہا۔

تنویر کچھ نہ بولا وہ کچھ متفکر سا نظر آنے لاگ تھا۔

دیکھو اس نے کچھ دیر بعد کہا۔ من اندر جا رہا ہوں۔ میرے خیال میں ایک انشورنس ایجنٹ تعارف حاصل کیے بغیر بھی مل سکتا ہے۔

اوچھوڑو، طوائف ہی تو ہے۔ اتنے بہانوں کی کیا ضرورت ہے۔

تنویر کچھ نہ بولا وہ کچھ متفکر سا نظر آنے لاگ تھا۔

تنویر اور اشاد اسے وقت عمر ناک تعاقب کر رہے تھے جب وہ نائیٹ سائٹر کروہٹل سے نکلا تھا۔ وہ اس وقت بھی اسے گیراج کے قریب ہی تھی۔ جب عمران اندر میک اپ کر رہا تھا۔ وہاں سے وہ اس کے پچھے لگے ہوئے تھے۔ اس عمارت تک آئے تھے اور تقریباً دو گھنٹے سے اس کی آمدگی کے مانتظر تھے۔

تنویر۔۔۔ ناشاد نے اکتائے ہوئے لیج من کہا۔ کیون نہ اسے کسی موقع پر زہر دے دیا جائے۔

تنویر کچھ نہ بولا ناشاد کہتا رہا۔ پچھلی رات اس کی وجہی سے اٹھاون اشعار والی غزل برباد ہو گئی۔ میں تو مشاعرے من بھی شرکت نہ کر سکا اب سر درد سے پھٹا جا رہا ہے بیس گھنٹے ہو گئے جاگتے ہوئے۔

اس آدمی پر کبھی کبھی پیار بھی آتا ہے۔ تنویر بولا۔

ارے تم اسے آدمی کہتے ہو۔۔۔ وہ آدمی ہے

آدمی ہی نہیں بلکہ پیارا آدمی جس میں ہر قسم کی صلاحیت موجود ہے۔۔۔ نڈر۔۔۔ بے باک۔۔۔ کھلنڈر۔۔۔

اگر تم لڑکی و تے تو میں خود کشر کر لیا۔ ناشاد سر ہلا کر بولا۔

اتنے من انہیں وہ سفید فام غیر ملکی نظر آئے جو اسے عمارت سے آئے تھے تنویر نے ناشاد کا ہاتھ دبا کر بولا۔ کٹھ گڑبڑ معلوم ہوتی ہے۔

میرے خدایا۔۔۔ تنویر نے ایک لمبی سانس لی۔ ایکس ٹوکھا جائے گا ہمیں۔

پھر وہ انحقوں کی طرح پورے عمارت من چکراتے پھرتے رہے۔ پھر وہ عقبی دروازے تک پہنچے جو کھلا ہوا تھا۔ وہ اسے جگہ سے فرار ہوئے تھے۔ اور کچھ پوچھ گچھ کرنے پر اس کی تصدیق ہو گئی تھی۔ سامنے والے مکان کے آدمی نے بتایا کہ یہاں آں کچھ ہی دیر پہلے ایک زخمی آدمی کو ایک ویگن من لے جایا گیا ہے۔ مریض غالباً بخاری وجہ سے بے ہوش تھا۔

گیا ہاتھ سے۔ تنویر نے مغموم لہجے میں کہا۔ یہ انجام تو ای نہ ایک دن ظاہر ہی ہونا تھا اس کے علاوہ اور کای ہوتا۔ وہ کریک تھا ناشاد من اس کے لئے مغموم ہوں۔

اور میں تو ناشاد ہی ہوں سارے دنیا کے لئے۔ اور تم اس سے زیادہ کریک معلوم ہوتے ہو۔

انہوں نے اسی عمارت کے فون پر پولیس کو اطلاع دی کہ وہاں ایک رُو واردات ہو گئی اور چپ چاپ وہاں سے نکل گئے۔

عمران اٹھ کر بیٹھ گیا اس نے کوشش کی کہ عمارت کا دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو مگر ناکام رہا۔ روشندان کافی بلندی پر تھے اور ان کی چوڑائی اتنی نہ تھی کہ ان میں کسی کو راہ فرار پانے کے امکانات ہر غور کرتا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے سنٹھلیک گیس کی بومسوس کیا اور سمجھ گیا کہ وہ اسے یہاں سے کہیں اور لے جانا چاہتے ہیں۔ تھریسیا کی تجویز وہ پہلے ہی سن چکا تھا۔ یعنی کاغزات کے حصول کے لیے وہ اسے زندہ رکھنا چاہتی ہے۔

دیکھو اس نے کچھ دیر بعد کہا۔ من اندر جا رہا ہوں۔ میرے خیال میں ایک انشورس ایجنٹ تعارف حاصل کیے بغیر بھی مل سکتا ہے۔

اوچھوڑو، طوائف ہی تو ہے۔ اتنے بہانوں کی کیا ضرورت ہے۔

تمہیں شاید معلوم نہن کہ سوسائٹی گرل میں شمار نہن ہوتا۔

تنویر ناشاد کو چھوڑ کر آگے بڑھ گای اب وہ گھنٹی باج رہا تھا۔

تین منٹ تک جواب نہ ملنے پر تنویر آگے بڑھتا گیا ہاتھ کوٹ کی جیب من تاہ اور ہاتھ کی گرفت ریوالور پر مضبوط تھی۔

پھر وہ چلتا گیا اور ہر کمرے کا شمار کرنے لگا لیکن کسی بھی کمرے میں اسے کوئی آدمی دکھائی نہیں دیا۔ پھر وہ اٹے قدموں واپس آیا اور ناشاد کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔

پھر دونوں ہی باکھلائی ہوئی نشروں سے چاروں طرف دیکھنے لگے۔ عمارت من کوئی بھی تنفس موجود نہ تھا کچھ کمرے ایسے بکھرے تھے جیسے یہاں سے کچھ سامان نکال لیا ہو۔ حالات کچھ بھی ہو یہی سبھاہ جا سکتا تھا کہ نکلنے والے نے یہاں سے جلدی سے رخصتی کی تھی۔ پھر وہ ایک ایسے کمرے من پہنچے جہاں انہیں فرش پر تھوڑا سا خون پڑا نظر آیا۔

اوہو۔ ناشاد حیرے سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ تنویر یہاں کوئی بڑا کھنیل ہوا ہے۔ ادھر دیکھو اس نے ایسی جگہ اشارہ کای جہاں سے پلاسٹر اکھڑا ہوا تھا۔ اور پھر انہوں نے ریوالور کی جگہ سے گولی نکالی۔

یم ان پر لعنت بھیج دو۔

بھج دی عمران نے سر ہلا کر کہا۔

کیا تمہارے لیے یہ کافی نہیں کہ دنیا کی بہت بڑی عورت تھریسیا تمہیں چاہتی یہ۔

چاہتی ہے؟ عمران نے کچھ ایسے انداز سے کہا جیسے ڈر کے مارے اس کی جان نکل گئی ہو۔

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں امترہے ساتھ کسی قسم کی چال چل رہی ہوں۔

میں نے اب تک تمہیں چلتے نہیں دیکھا۔ سنا ہے اگر خوبصورت عورت کی چال بھی حسین ہو

تو سر ٹپک معمہ کا اول انعام مبلغ ایک لاکھ روپے چار کلا کھ خوش نصیبوں میں برابر تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

عمران ڈیر۔۔۔ سنجیدگی سے۔۔۔ یہ میری زندگی اور موت کا سوال ہے۔ میں محسوس کرتی ہوں کہ تمہارے بغیر میری زندگی محال ہو جائے گی۔

ارے باپ رے۔ عمران خوفزدہ آواز میں بولا۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟

تم ڈرتے کیوں ہو؟ تھریسیا نہ تمہیں دھوکا دے سکتی ہے اور نہ تمہارے لیے خطرناک ہو سکتی ہے۔

وہ تو ٹھیک ہے مگر میرے والد صاحب؟

ہاں میں جانتی ہوں۔ وہ محکمہ سر اعرسانی کے ڈائریکٹر جنرل ہیں۔ وہ تمہاری نالائقیوں کی بان پر تم سے قطع تعلق کر چکے ہیں۔

زراسی دیر میں اس کا زہن تاریکیوں میں ڈوب گیا پھر بیہوش اور ہوش میں آنے کے درمیانی وقفے کا احساس اسے ہونہ سکا۔ آنکھ کھلی تو ایسا معلوم ہوا جیسے اس کا دم گھٹ رہا ہو۔ لیکن وہ خوشبودار گلرادینے والی تھی۔ اور پیشانی پر گویا انگارے رکھے تھے۔ وہ اچھل پڑا۔

تھریسیا الگ ہٹ گئی۔ اس کے ہونٹ عمران کی پیشانی پر تھے۔ عمران برا سامنہ بناتے ہوئے اس طرح اپنی پیشانی رگڑ رہا تھا جیسے بچھونے ڈنگ مارا ہو۔

بڑے شریر ہو تم تھریسیا نے بھرائی آواز میں کہا۔

کلک۔۔۔ کیا۔۔۔ مم۔۔۔ مطلب عمران ہکلا یا۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کیا کروں۔

کان پکڑ کر گھر سے نکال دو میں اسی لائق ہوں، عمران نے سر ہلا کر جواب دیا۔

ایسا آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔

تم مجھے آدمی سمجھتی ہو۔ عمران نے مغموم آواز میں کہا، تمہارا بہت بہت شکریہ

مجھے افسوس ہے کہ تمہارے ملک والے تمہاری قدر نہیں کرتے میں تمہارے متعلق ساری

معلومات فراہم کر چکی ہوں۔ تم پولیس کے لیے کام کرتے رہتے ہو اس کے باوجود بھی محکمہ

سر اعرسانی کا سپرنٹنڈنٹ تمہیں پھانس لینے کی تاک میں رہتا ہے۔

کنفیوژس نے کہا تھا۔ جب لوگ خواہ مخواہ تمہاری دشمنی پر کمر بستہ ہو جائیں تو تم آئیں

کریم کھانا شروع کر دو۔

شش۔ تھریسیا براسا منہ بنا کر بولی۔ سیسیر تشدد کا ماہر ہے نت نئے طریقے ایجاد کرتا ہے  
میں نہجانے کتنوں کو اس کی گرفت میں مبتلا دیکھ چکی ہوں۔ تمہاری کیا حقیقت ہے؟

اچھا اپنے اس سیسیر و سے کہو مجھ پر تشدد کرے۔

دیکھو میں ایک بار کہتی ہوں کہ اب ان کا غزات میں مجھے دلچسپی نہیں رہ گئی میں تو تمہیں  
حاصل کرنا چاہتی ہوں۔

اس کے لیے تمہیں میرے باپ سے گفت و شنید کرنی پڑے گی۔ عمران نے بڑے  
خلوص سے کہا۔ تم ان کا تحریری اجازات نامہ لاؤ میں تم سے محبت کرنے لگوں گا۔  
اچھا تھریسیا دانت پس کر بولی۔ میں تمہیں دیکھ لوں گی۔

اور جو بھی نظر آئے اس کے انجام سے مجھے بھی آگاہ کر دینا۔۔۔ میرا پتا ہے۔۔۔  
تھریسیا اس کی پوری بات سننے کے لیے وہاں نہیں ٹھہری۔ عمران اس کے قدموں کی  
آواز سنتا رہا۔

اسے حیرت ہوئی کہ کمرے کا دروازہ بند نہیں کیا گیا تھا یہ کمرہ غالباً خواب گاہ کی حیثیت سے  
استعمال کیا جاتا تھا کیونکہ عمران اس وقت ایک آرامدہ بستر پر موجود تھا۔ مسہری بڑی شاندار تھا  
اس کے علاوہ کمرے کا دوسرا ساز و سامان سے بھی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ خواب گاہ ہی ہو سکتی ہے  
۔ عمران اچھل رک فرش پر آیا جوتے پہنے اور کمرے سے باہر نکلنے کی کوشش کی لیکن دوسرے ہی  
لمحے کمرے میں آگرا۔ اس کی نظر راہداری میں بکھرے تاروں پر نہیں پڑی تھی ان تاروں

وہ تو ٹھیک ہے مگر ایسی صورت میں وہ مجھے ڈھونڈ کر قتل کر دیں گے۔  
کیسی صورت میں؟

اگر مجھے تم سے محبت ہو جائے تم نہیں سمجھ سکتی۔ عمران نے رودینے والی آواز میں کہا، یہ  
الفاظ ایک خاندانی ٹریجڈی ہے میرے دادا کو کسی سے عشق ہو گیا تھا اس نے ان کا دل توڑ دیا تو  
اس نے اپنی داڑھی صاف کرادی۔ مونچھیں صاف کرادیں اور دن رات آئینے کے سامنے بیٹھے  
رہتے۔ جب ان کی محبوبہ نے کسی اور سے شادی کر لی تو انہوں نے سر کے بال بھی منڈھوا دیئے  
۔ اور دن رات آئینے کے سامنے پیٹھیر ہا کرتے تھے پھر انہوں نے بہت بڑی قسم کھائی تھی۔  
ایسی قسم جس نے آئیندی نسل کا کیریر تباہ کر دیا۔ انہوں نے کہا تھا گر میری اولاد میں کسی نے  
عشق کیا تو اسے گولی مار دی جائے گی۔ پھر میرے باپ عشق کرنے کی ہمت نہ کر سکے اور  
میرے پیدا ہوتے ہی مجھے دھمکانا شروع کر دیا۔ اب بھی اکثر فون پر مجھے دھمکیاں دیکت ہیں  
۔ کہتے ہیں ہمارے درمیان ہر قسم کے تعلقات ختم ہو چکے ہیں لیکن اگر تم نے کبھی کسی سے عشق  
کرنا چاہا تو ہر جگہ پہنچ کر تمہیں جان سے مار دوں گا۔ اب تم خود سوچو یہ کیسے ممکن ہے۔

یتکی بات کر کے وقت برباد مت کرو۔ تھریسیا مسکرائی۔ تم مجھے اپنے مصنوعی پاگلپن کے  
جال میں نہیں پھنسا سکتے۔

تم خود ہوگی پاگل۔ عمران بگڑ گیا۔ صاف صاف کیوں نہیں کہتیں کہ تمہیں کاغزات کی  
ضرورت ہے اور اب تم یہ حربہ استعمال کر رہی ہو۔

نے فون پر سرسلطان سے رابطہ کیا۔

جولیا اسپیکنگ سر۔

کیا بات ہے؟ دوسری طرف سے آواز آئی۔

وہ کاغزات کس طرح غائب ہوئے تھے؟

کچھ نہیں کہا جاسکتا ہو سکتا ہے دن کو کسی وقت غائب ہوئے ہوں سیف کھلا ہوا دیکھا گیا ہے۔ یہ اسی وقت کی بات ہے میں نے خود دیکھا تھا اپنی آنکھوں سے۔

ا پ اس وقت رات کو وہاں۔۔۔ جولیا نے حیرت سے دہرایا۔

ہاں ایک ضروری دستاویز مکمل کرانی تھی۔۔۔ اب وہ کاغزات بہت ضروری ہو گئے ہیں انہیں ہر حال میں ملنا چاہیے۔

کوشش کی جا رہی ہے جناب۔ چیف آفیس سے اب تک رابطہ نہیں کیا جاسکا۔ ہو سکتا ہے حفاظت کے خیلا سے وہ خود نکال لے گئے ہوں۔

پتا نہیں۔ سرسلطان نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

جولیا کسی سوچ میں دوب گئی اس کی آنکھوں میں رہنی الجھن کے آثار صاف دیکھے جاسکتے تھے۔

تھرسیا نے راہداری میں رک کر سوچ آف کر دیا اور آہستہ آہستہ چلتی کمرے میں داخل ہوئی۔ سامنے ہی عمران فرش پر چپٹ پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ اس طرح گہری

میں کرنٹ موجود تھا شاید تھرسیا نے یہاں سے نکلنے کے بعد سوچ آف کر دیا تھا۔

اسی رات باقائدہ سرسلطان کی طرف سے جولیا کو اطلاع ملی کہ وہ کاغزات محکمہ خارجہ کی سیف بک سے غائب ہیں۔

جولیا اور اس کے ساتھی ٹرانسمیٹر کے ذریعے ایکسٹو سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ سرسلطان نے عمران کی فلیٹ کی طرف آدمی دوڑائے مگر وہ تھا کہاں؟

معاملہ چونکہ ایسا نہیں تھا کہ اسے منظر عام پر لایا جاسکتا۔ اس لیے کاغزات کی رپورٹ پولیس کو بھی نہ دی جاسکی۔ ان کے لیے اگر کچھ کر سکتے تھے تو سیکرٹ سروس کے ممبر ہی کر سکتے تھے

جولیا کو عمران کی فکر پہلے ہی سے تھی۔ اس وقت سے جب تنویر اور ناشاد نے اس کی گمشدگی کی اطلاع دی تھی اس کے بقیہ ساتھی شہر میں پھیل گئے تھے۔ اور وہ اپنے کمرے میں بیٹھی ٹرانسمیٹر پر ان کے پیغامات سن رہی تھی۔ دفعتاً اسے تنویر کی طرف سے ایک امید افزا پیغام ملا۔ وہ کہہ رہا تھا۔

جولیا میں ایک آدمی کے تعاقب میں ہوں وہ ایک غیر ملکی ہے جسے ہم نے اس عمارت سے نکلنے دیکھا تھا۔

جولیا نے اسے اس پر نظر رکھنے کی تاکید کی اور دوسروں کو پیغامات نشر کرنے لگی پھر اس



سوال یہ تھا کہ کس طرح یہاں نکلنا چاہیے۔ وہ چپ پڑا آنکھیں بند کیئے سوچتا رہا۔  
دفعۃ کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی اور ایک طویل قامت انسان اندر داخل ہوا۔ اس  
کے جسم پر لمبا سیاہ کوٹ تھا جس کے کالر کانوں تک اٹھے تھے۔ اور فلیٹ ہیٹ کا گوشہ نیچے جھکا  
تھا۔ اس کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک چھوٹا سا سوٹ کیس نظر آ رہا تھا۔

الفانسے تھریسیا نے آپستہ سے کہا۔

ہاں مادام کا غزات حاصل کر لیئے۔ سیرس دسے اتنا بھی نہ ہو سکا۔  
تم کب آئے؟

کئی دن سے یہاں ہوں اس دوران میں، میں ان نالایق آدمیوں کی کارگزاریاں دیکھتا  
رہا۔۔۔ اوہ۔۔۔ مگر یہ کون ہے۔۔۔ ارے یہ تو وہی ہے۔ کیا ہوا؟ اس نے کوٹ کالر نیچے  
گرادیئے تھے۔ اور عمران کو گھور رہا تھا۔ یہ لمبوتر اچہرہ عقاب کی سی چونچ کی سی ناک رکھتا تھا۔  
آنکھیں بھوری اور چمکیلی تھیں۔ ہونٹ باریک اور تھوڑی معمول سے کچھ بڑی تھی بہر حال وہ  
خدوخال کے اعتبار سے ایک انتہائی درجہ ازیت پسند آدمی معلوم ہوتا تھا۔

ہاں یہ عمران ہے تھریسیا بے دلی سے بولی۔ میں کوشش کر رہی تھی اس سے کاغزات  
کے متعلق معلومات حاصل کروں۔ یہ الیکٹرک شاک سے بیہوش ہو گیا ہے۔

عمران میک اپ میں نہیں تھا شاید پہلے ہی بے ہوشی کی حالت میں تھریسیا نے اس کا چہرہ  
صاف کر دیا تھا۔

گہرے سانس لے رہا تھا جیسے سانس اکھڑ رہا ہو۔ تھریسیا جھپٹ کر اس کے قریب پہنچا اور  
جھک کر دیکھا۔ پھر وہ تیزی سے اٹھ کر سوٹیج بورڈ کے قریب آئی اور ایک بٹن پر ہاتھ انگلی رکھ دی  
۔ دوسرے ہی لمحے میں مختلف حصوں میں گھنٹیاں بجیں اور جلد ہی چھ آدمی وہیں پہنچ گئے۔ ان  
میں سیرس بھی تھا۔

اسے اٹھاؤ تھریسیا نے کہا۔ شالک لاگا ہے اسے۔

مرنے دیجئے۔ سیرس نے لاپرواہی سے کہا۔ یہ خیال فضول ہے اس سے کاغزات کے  
متعلق کچھ معلوم ہو سکیگا۔

کیا تم نے سنا نہیں میں نے کیا کہا؟  
اٹھاؤ سیرس نے دوسروں سے کہا۔

میں تم سے کہہ رہی ہوں۔ سیرس دبراسا منہ بناتے ہوئے جھکا اور پھر وہ عمران کو اٹھا کر ایک  
کمرے میں لے آئے۔

اسے ایک بڑی میز پر لٹا دیا گیا اور بجلی کا اثر زائل کرنے کے لیے مختلف تدبیر اختیار کے  
جانے لگی۔ حقیقت یہ تھی کہ عمران کی الکٹنغ بہت شاندار تھی۔ وہ بالکل ہوش میں تھا اور اس نے یہ  
حرکت اس لیے کی تھی کہ کسی طرح بلڈنگ سا باہر نکل سکے اسے شاک ضرور لگا تھا مگر اتنا نہیں کہ  
وہ بیہوش ہو جاتا۔ تھوڑی دیر کے لیے ضرور اس کا جسم مفلوج ہو گیا تھا مگر اب وہ پھر پہلے کی سی  
توانائی محسوس کر رہا تھا۔ اور کسی وقت بھی انہیں متحیر کرنے کو اچانک کوئی حرکت کر سکتا تھا۔ مگر

طرح کھڑا عمران کو گھور رہا تھا جیسے اس نے اسکی توہین کی ہو۔ وہ عمران سے کئی زیادہ لمبا اور توانا معلوم ہوتا تھا۔ دفعتاً اس نے اپنے دونوں ہاتھ اس طرح ہیلائے جیسے اس بازوؤں میں لے کر بھیجتا رہے گا۔ جب تک اس کا دم نہ نکل جائے۔ وہ آگے بڑھا اور عمران سہمے انداز میں پیچھے ہٹتا رہا۔ بقیہ لوگ دور کھڑے تھیا اور تھریسیا میز سے لگی تھی۔ نہ جانے کیوں عمران کو خوفزدہ دیکھ کر اس کے چہرے سے اضطراب ظاہر ہونے لگا۔ عمران پیچھے ہٹتا رہا۔

دفعتاً الفانسے نے اس پر چھلانگ لگائی۔ عمران تھوڑا سا جھکا اور اس کی ٹانگوں سے نکل کر سوٹ کیس پر چھٹا مارا۔ چشم زدن میں وہ کمرے سے باہر تھا اور الفانسے منہ کے بل فرش پر گرا۔ اس کے منہ سے نکلنے والی گالی دہاڑ میں تبدیل ہو گئی۔

پکڑو۔۔۔ دوڑو۔۔۔ سور کے بچو خود بھی اٹھ کر دروازے کی طرف چھٹا۔  
سب کمرے سے نکل گئے۔ مگر تھریسیا بے حس و حرکت کھڑی رہی۔ اس کی آنکھوں سے اطمینان مترشح تھا اور ہونٹوں ہر خفیف سی مسکراہٹ۔ لیکن دوسرے ہی لمحے وہ مسکراہٹ غصے میں بدل گئی۔ کیونکہ اس نے فارو کی آواز سنی تھی اسے اپنے آدمیوں کی حماقت پر غصہ آیا۔ گو یہ عمارت آباد حصے میں نہ تھی پھر بھی اس قسم کی بداخلاقی اس کی دانست میں خطرناک تھی۔ وہ غصیلے انداز میں دروازے کی طرف بڑھی تھی کہ الفانسے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔  
مادام۔۔۔ پولیس۔۔۔ جلدی کیجئے۔۔۔ ورنہ شاید ہم گھر جائیں۔۔۔ یا شاید گھر چکے ہوں۔  
اس کے ساتھ سیرس دھیتھا۔

اسے ہر حال میں مرنا چاہیئے مادام۔  
ہوں تھریسیا نے اس کے علاوہ کچھ اور نہیں کہا۔  
پہلے مجھے ہوش میں آ جانے دو۔ عمران نے آنکھیں کو ہلے بغیر کہا۔ کمرے میں سناٹا چھا گیا۔ عمران کہنیاں ٹیک کر اٹھا اور میز پر ہی بیٹھا رہا۔ اس نے تھریسیا کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں میں جھنجھلاہٹ کے آثار تھے۔ بہر حال اس نے دروازے کے قریب میز پر ہی سوٹ کیس رکھا دیکھا جس کے لیے وہ اب تک طرح طرح کے مصائب جھیلتا رہا تھا۔ دفعتاً اس نے کہا۔  
یہ کس کا خیال ہے مجھے اب مرجانا چاہیئے؟ اس نے ایک ایک چہرے پر جو بطلب نظر ڈالی وہ سب کا موش رہے تھریسیا اپنا نچلا ہونٹ چبار ہی تھی۔

دفعتاً الفانسے آگے بڑھا اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ عمران کے کانوں کی طرف بڑھائے لیکن دوسرے لمحے میں عمران کا سر اس کے سینے پر پڑا اور وہ پیچھے کھسک گیا۔  
عمران چھلانگ لگا کر میز کے نیچے آ گیا بقیہ آدمی چاروں طرف پھیل گئے۔  
ٹھہر و تھریسیا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ سب لوگ الگ الگ رہیں۔ الفانسے اسے شاید اپنی طاقت اور مکاری پر بڑا گھمنڈ ہے تم اسے سیدھا کرو۔  
سیرس نے برا سامنہ بنا کر کچھ کہنا چاہا مگر خاموش ہی رہا۔ الفانسے اپنا اور کوٹ اتار رہا تھا۔  
میز ایک طرف ہٹا دی جائے۔ تھریسیا نے کہا۔  
فوراً تعمیل ہوئی۔ اب الفانسے کے جسم ہر ایک قمیض اور پتلون رہ گئی تھی۔ اور وہ کسی دیو کی

کچھلی رات تنویر ایک غیر ملکی کا پیچھا کرتے وقت اپنے تین ساتھیوں سمیت ٹھیک اس وقت اس عمارت پہنچا تھا جب عمران وہاں سے سوٹ کیس لے کر نکل رہا تھا۔ وہ غیر ملکی اور عمران ایک دوسرے سے ٹکرا گئے۔ اور یہیں سے دلچسپی کھیل شروع ہوا جس نے تھریسیا اور الفانسے کو وہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔ عمران کے پیچھے جھپٹنے والوں نے باہر نکلتا چاہا لیکن تنویر نے ان پر فائر کر دیا ساتھ ہی اس نے نعرہ بھی لگایا اور پھر وہ فائر کرتے ہوئے آگے ہی بڑھ رہے تھے۔۔۔ رہا عمران۔۔۔ تو وہ ایسے میں کہاں ٹھہرنے والا تھا ممکن ہے وہ تصفیہ کے لیے بھی رک جاتا لیکن اس وقت کاغزات کی حفاظت مقدم تھی۔

وہاں سے سیدھا وہ جولیا کے ہوٹل میں آیا۔ اور وہاں نہ جانے پاؤں میں موج آنے کا بہانہ تراش بیٹھا تھا ہو سکتا ہے مقصد جولیا کی بوکھلاہٹ سے لطف اندوز ہونا ہو۔ وہ واقعی الجھن میں تھی کہ اس کے لیے کیا کرے۔ کیونکہ ہو کھڑا بھی نہ ہو سکتا تھا، جولیا نے اس سے سراسمگی میں یہ بھی نہ پوچھا کہ وہ وہاں تک کیسے پہنچا۔

بہر حال وہ کسی نہ کسی طرح اسے اس کے فلیٹ تک لے آئی تھی۔ پھر عمران نے اتنا اودھم مچایا اتنی چیخیں پکاریں کہ جولیا کورات وہیں گزارنے لافصلہ کرنا پڑا۔

دوسری طرف تنویر کے ہاتھ صرف تین دیسی آدمی آسکے، غیر ملکی سب نکل گئے۔ بہر حال انہیں چونکہ شعبہ تھا کہ عمران کا غزلے کر بھاگا ہے اس لیے وہ پہلے جولیا کے ہوٹل گئے اور پھر عمران کے فلیٹ کی راہ لی کیونکہ جولیا ہوٹل میں نہ تھی۔

کاغزات؟ تھریسیا نے کپکپاتی آواز میں کہا۔  
گئے۔۔۔ جلدی۔۔۔ وہ لوگ انہیں روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ الفانسے نے اس کا ہاتھ پکڑا اور وہ تینوں ایک طرف دوڑنے لگے۔ عمارت کا عقبی دروازہ بڑی جلدی میں کھولا گیا اور وہ باری باری باہر کود گئے دور تک کھیتوں کے سلسلے تاریکی میں ڈوبے تھے۔  
عمران اپنے فلیٹ میں آنکھیں بند کیے چپ پڑا۔ کمرے میں جولیا کے علاوہ تنویر اور ناشاد بھی موجود تھے۔ اچانک اس نے لیٹے لیٹے چھلانگ لگائی اور فرش پر کھڑا ہو گیا۔  
ارے جولیا حیرت سے بولی۔ تمہارے پیر میں تو موج تھی۔

اب ٹھیک ہو گئی۔ عمران نے بڑے سعادت مندی سے سر ہلا کر کہا۔  
تنویر نے قہقہہ لگایا، ناشاد نے بھی دانت نکالے مگر پھر اس طرح منہ بند کر لیا جیسے کسی غلطی کے ارتکاب سے خود کو بچایا گیا ہو۔

دیکھو نا اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔ عمران نے دو تین بار پینترے بدلی۔  
تو خواخواہ مجھ پر ات بھر بور کرتے رہے۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا،  
پھر میں کیا کرتا اگر تم سے کہتا کہ یہیں رہ جاؤ تو تم تیار نہ ہوتیں۔  
ارے تو ہم نے کیا قصور کیا تھا؟ ناشاد چنگھاڑ کر بولا۔

یہ تینوں رات بھر جاگتے رہے تھے عمران کچھ ایسے ہی دردناک انداز میں کراہتا کہ وہ اس کے لیے مغموم ہو جاتے۔ جولیا تو اس کے سر ہانے ہی بیٹھی رہی تھی۔

بس ختم کرو۔ جو لیا بولی۔ اے ہندو تم سے بات نہیں کی جائے گی۔

بس خاموش رہو ناشاد ہاڑا۔ ورہ میں تمہارے حلق میں گھونسا اتار دوں گا۔

کیوں؟ جو لیا نے پوچھا۔

ارے جھک مار رہا ہے تنویر نے جولیا کی طرف دیکھ کہا۔

The End ختم شد

بہر حال تنویر، جولیا اور ناشادرات بھراس کی تیمارداری کرتے رہے تھے اور کاغذات سر سلطان تک پہنچا دیئے گئے تھے۔ اور عمران کی حالت معلوم کر کے انہوں نے فون پر ان تینوں کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ عمران کی تیمارداری کریں۔

اسے یاد رکھنا اور پھر اس وقت کچھ نہ کہنا کب میری باری آئے۔

خدا کرے جلدی سے باری آئے عمران نے بڑے خلوص سے کہا۔

تمہاری دونوں ٹانگیں توٹ جائیں۔۔۔ اور میں تمہاری تیار داری کر کے بدلی اتار سکوں۔

اگر میں نہ پہنچتا تو تمہارا کیا حشر ہوتا کچھلی رات۔ تنویر نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

تمہیں کاغزات کی ہوا بھی ن لگتی۔ اور میں لکھ پتی ہو جاتا۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔ مگر تم لوگوں کو نہ جانے کس گدھے نے اس محکمے کے لیے منتخب کیا ہے تم سے اتنا نہ ہو سکتا کہ تھریسیا اور